بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قا اللّٰہ تعالٰی : لَقَدُ خَلَقُنَا الُاِنسَانَ فِیُ أَحُسَنِ تَقُوِیُمٍ (سورۃ التین ۔آیت ۴)

اللہ تعالٰی فرماتا ہے کہ ہم نے پیدا کیا انسان کو بہتر سے بہتر صورت میں (جزء ۳۰۔رکوع ۲۰)

الحمد للّٰہ و المنۃ

منہاج التقویم

......(مولفہ)......

حضرت بندگی عبدالملک سجاوندی عالم باللہؒ

خلیفہ حضرت بندگیمیاں شاہ دلاورؓ

مترجم

﴿باہتمام﴾

جمعیۃ مہدویہ دائرہ زمستان پور، مشیر آباد حیدر آباد دکن

۱۴۳۱ھ

www.khalifatullahmehdi.info

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے صاحبِ بصیرت بزرگوں کے لئے راستہ کو واضح کر دیا اور مغروروں کے دلوں پر نابینائی کے پردے چھوڑ دیئے اور اس راستہ کے لئے بلند ہمتوں کے ساتھ داعی اور براہین قاطعہ کے ساتھ ہادی مقرر کئے اور ان کے دلوں کو جمال کی نہروں کا پانی پلایا اور ان کی روحوں کو اپنے جلال کے سمندروں میں رنگ دیا اور طالبان خدا کو ان بزرگوں کے گھروں کے صحن کا راستہ دکھایا اور ان کے نور کی روشنی حاصل کرنے کے لئے اعتکاف نشینوں کو الہام کیا۔ ان میں سے کتنے ایک ہیں کہ ان کے چشمہ ہائے فیوض پر پانی سے سیر ہو کر گئے اور پھر پینے کیلئے آئے اور ان میں سے کتنے ایک ہیں جو سیراب ہو کر جانے کے بعد پھر ان کو آنے کی ضرورت نہوئی پس یہی نورانی ہستیاں ہیں جو جنات نعیم میں اللہ کی نعمتوں کا لطف اٹھا رہی ہیں اور ان کے برعکس وہ لوگ بھی ہیں جو جہنم کی آگ میں سزا دیئے جا رہے ہیں اولین اور آخرین کی منت اسی طرح جاری ہوئی ہے اور درود نازل ہو اس رسول پر جو اطاعت گزاروں کو خوشخبری دینے والا ہے اور مخالفین کو ڈرانے والا ہے یعنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو عالمین پر مبعوث ہوئے ہیں اور آپ ؐ کی آل اور آپ ؐ کے اصحاب ؓ پر جنھوں نے شریعت کے قواعد کی تمہید رشد و ہدایت کے طالبوں کیلئے قائم کی اور درود نازل ہو قیامت تک ان ہادیوں پر جو ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔

لیکن حمد و صلوٰۃ کے بعد بارگاہ احدیت و صمدیت کا پناہ گزیں عبد الملک ابن نور جو یونس سجاوندی کی اولاد سے ہے کہتا ہے کہ جب برادر صالح عالم و دانشمند زاہد و متقی یکتائے زمانہ وحید العصر زیور معقول و منقول سے مزین جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے نام کے موافق مبارک [1] بنایا ہے جو بلدۂ آگرہ میں سکونت پذیر ہے کا مکتوب مشتمل بر سوالات کیفیت مہدئؑ آیا تو میرے بعض برادروں اور میرے جگر کے ٹکڑوں (عزیزوں) کی آرزو یہ ہوئی کہ میں اُس مکتوب کا جواب لکھوں میں اُس وقت اِس فن میں اپنی کم بضاعتی اور شانِ علم سے اپنی تہی دستی کی وجہ سے جواب لکھنے کے متعلق پس و پیش کر رہا تھا یہاں تک کہ میرے عزیزوں نے اپنی درخواست کی تکمیل کے لئے اصرار شروع کیا پس میں نے بارگاہ وہاب سے مدد چاہتے ہوئے کہ وہ مجھے مضبوطی اور راہ صواب کی توفیق عطا کرے ان کی خواہش کی تکمیل کی مشکلات کے حل کرنے کے لئے کم سے کم روایات و اخبار کافی تھے لیکن میں نے اپنے عزیزوں کی رغبت اور ان کی خواہش کی خاطر اخبار و روایات کو مفصل بیان کیا ہے۔ اب میری درخواست اصحابِ وفا دوستوں اور اصحابِ صفا برادروں سے یہ ہے کہ میری تحریر میں کوئی خلل اور لغزش پائیں تو اصلاح

[1] ابو الفضل اور فیضی کے والد بزرگوار حضرت میاں شیخ مبارکؒ کے متعلق حضرت مصنف تاریخ سلیمانیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ قدوۃ العلماء عامل زبدۃ الفصحا رکامل شہوار عرصۂ دانشوری میاں شیخ مبارک ناگوری قدس اللہ سرہ بڑے بزرگ اور علماء کبار سے تھے امام مہدی موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کے حضور میں شرف تصدیق سے مشرف ہوئے۔ (ملاحظہ ہو تاریخ سلیمانی گلشن ششم چمن چہارم)

www.khalifatullahmehdi.info

فرمادیں اور مجھے تیر ملامت کا نشانہ نہ بنائیں۔

مکتوب کی ابتدا:۔ معروضہ یہ ہے کہ اس نامراد دَردمند کے دل میں چند شبہات بطریق انصاف نہ کہ بطریق تعصب واعتراض پیدا ہورہے ہیں ان کے دفع کرنے کے لئے التماس کرتا ہوں پس اللہ کے واسطے حضرت مہدیؑ اور آپ کے ارشادات سے جو کچھ آپ کو معلوم ہو اور کتاب مجید اور احادیث اور اقوال کرام سے جو چیز ثابت ہوئی ہو تحریر فرمائیں اور مسکین کے دل کو تسکین عطا فرمائیں۔

قول اول:۔ وجود مہدی علیہ السلام الرضوان الابدی کا ثبوت قرآن شریف اور اس کے اشارات سے چنانچہ اہل تمیز پر پوشیدہ نہیں ہے ظاہر نہیں ہوا ہے۔

جواب قول اول:۔ اگر آپ کے قول کہ مہدیؑ کے وجود کا ثبوت گذشتہ زمانہ میں کتاب اللہ سے نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ کی آیتوں میں سے کسی آیت کے متعلق یہ روایت نہیں ہے کہ وہ مہدیؑ کے حق میں ہے تو یہ کہنا صحیح ہے لیکن ثبوت کا احتمال باقی ہے۔ گذشتہ زمانہ میں ثبوت کا پتہ نہ چلنے سے ثبوت کا احتمال زایل نہیں ہوتا کیونکہ بعض آیتوں کی تفسیر کی سماع رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے باوجود اس کے اُن ہی آیتوں سے علماء نے احکام کا استخراج کیا ہے اور ان احکام کو ان ہی آیتوں سے ثابت کیا ہے جیسا کہ اصول فقہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور ہمارے لئے ربوا کے ابواب کو تفصیل سے نہیں بیان فرمایا پس جن چیزوں کو رسول اللہ ﷺ نے بیان نہیں فرمایا ان کے بیان کا احتمال باقی ہے یہ احتمال زمانہ گذشتہ میں بیان نہونے سے زائل نہیں ہوتا کیونکہ بیان کی تاخیر وقتِ ضرورت تک جائز ہے اس کی تصریح امام نووی نے مسلم کی شرح میں کی ہے لَآ اِلٰـہ اِلَّا اللّٰہ کہا تھا اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اُس پر نہ قصاص واجب فرمایا اور نہ کفارہ اور نہ دیت واجب فرمایا اس کے ذریعہ سے تمام کے اسقاط کے لئے استدلال کیا جاتا ہے لیکن کفارہ واجب ہے اور قصاص بر بنائے شبہ ساقط ہے کیونکہ قتل کرنے والے نے اس کو کافر سمجھ کر قتل کیا اور یہ گمان کیا کہ اس کا اس حالت میں کلمۂ توحید کو ظاہر کرنا اس کو مسلمان نہیں بناتا ہے۔ اور دیت کے واجب ہونے میں شافعیؒ کے دو قول ہیں بعض علماء نے ان ہر دو قول کے موافق کہا ہے کفارہ کا ذکر نہونے کے متعلق جواب دیا گیا ہے کہ وہ فوراً واجب الادا نہیں ہوتا ہے بلکہ مذہب صحیح کے موافق اہل اصول کے پاس بیان کی تاخیر وقتِ ضرورت تک جائز ہے۔ یہاں تک ہے نووی کا کلام۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ مہدیؑ کے وجود کا عدم ثبوت کتاب اللہ سے زمانہ گذشتہ اور مستقبل میں قطعی ہے تو ہم تسلیم نہیں کرتے کیونکہ اس بارے میں کوئی خبر متواتر مروی نہیں ہے اور نہ کتاب اللہ اس کی شہادت دیتی ہے اور نہ اس پر اجماع امت ہے پس عدم ثبوت وجود مہدیؑ کس طرح قطعی ہوگا بلکہ کتاب اللہ کی آیتوں رسول اللہ ﷺ سے کوئی خبر واحد مروی ہے اور نہ آپؐ کے اصحابؓ سے کوئی

روایت ہے اور اسی طرح مجتہدین اُمت سے کوئی روایت نہیں ہے پس اگر کہا جائے کہ جب زمانۂ گذشتہ میں ثبوت وجود مہدیؑ قرآن سے ہونا ثابت نہوا تو ہمارے اس زمانہ میں کیسے ثابت ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ مہدیؑ کے بیان سے ثابت ہوگا کیونکہ مہدیؑ عالم ربانی ہیں آپ پر کتاب اللہ کے وہ اسرار منکشف ہوئے جو آپ کے غیر پر ہمارے نبیؐ کے بعد منکشف نہوے چنانچہ اس کے دلائل ہم عنقریب بیان کریں گے اور یہی حال عیسیٰؑ کا ہے پس کتاب اللہ سے ان دونوں کا بیان اور دونوں کا حکم قطعی ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کیونکہ نہیں خالی ہے اس بات سے کہ ان دونوں کا حکم قطعی ان کے اجتہاد دوراے سے قطعی ہوگا یا امرالٰہی اور کشف یقینی اور الہام ربانی سے قطعی ہوگا پس اگر پہلی شق تسلیم کر لی جاے تو ان دونو پر ایسی بات کا جو از لازم آئے گا جو جائز نہیں ہے کیوں کہ ظن [1] پر یقین کر لینا کفر ہے اور ظن سے سوائے ظن کے کوئی فائدہ نہیں دیتا اور اگر دوسری شق تسلیم کر لی جائے تو مقصد حاصل ہوگیا۔ پس اگر یہ کہا جائے کہ الہام اور کشف یقین کا فائدہ کس طرح دے سکتے ہیں کیونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ الہام حجت قوی نہیں ہوتا الہام کا معارضہ دوسرے الہام سے ہوسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس الہام سے مراد مہدیؑ وعیسیٰؑ کے غیر کا الہام ہے جو حجت قوی نہیں ہوتا اور اس کا کشف قطعیت کا فائدہ نہیں دیتا کیونکہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے غیر نبیؐ کے بعد قطعاً معصوم اور محفوظ نہیں ہیں لیکن الہام اور کشف ان دونو (مہدیؑ اور عیسیٰؑ) کے حق میں قطعی ہوتا ہے کیونکہ یہ دونو اللہ کی طرف مخلوق کی دعوت پر مبعوث ہیں اس لئے ان دونو کا اللہ کی طرف سے اُمت کے **اختلاف اعتقادی وعملی** کو دور کرنے کے لئے قرار پانا ضروری ہے۔ رہے عیسیٰؑ تو ظاہر ہے کہ آپؑ جب اتریں گے تو صاحب وحی نہوں گے اور نہ ان کے پاس جبرئیل بھیجے جائیں گے۔ اُمت کے مختلف فیہ امور کا فیصلہ اپنے الہام و کشف ہی کے ذریعہ کریں گے مگر دیگر مذہب کے تابع نہوں گے اسی طرح مہدیؑ بھی محفوظ عن الخطا ہیں چنانچہ ہم نے اس کے پہلے بیان کیا ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کے اس قول سے کہ وہ آخری زمانہ میں دین کو قایم کریگا جیسا کہ میں نے قایم کیا اول اسلام میں۔ اگر مہدیؑ اللہ سے اور اللہ کے رسول سے کسی بات کی تحقیق نہ پائے ہوں تو وہ دین کو کس طرح قائم کریں گے جیسا کہ رسول علیہ السلام نے قائم کیا۔ کیونکہ جو شخص آیات واحادیث کی تاویل اور بعض آیات واحادیث کو لینے اور بعض کو چھوڑ دینے سے جو اختلاف ظنی پیدا ہوتا ہے اس کی اتباع کرنے والے کا نام قایم بالدین نہیں ہوسکتا جیسا کہ نبیؐ قایم بالدین تھے کیونکہ نبیؐ یقین کا تابع ہے اور یہ ایسی حالت میں ظن کا تابع ہو جائے گا خطا سے غیر محفوظ رہے گا۔ پس ظن یقین کے درجہ کو کہاں پہنچ سکتا ہے۔ ظن تو حق کے مقابلہ میں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا پس اگر آپ یہ کہیں کہ امر الٰہی جو آپ کہہ رہے ہیں اس کے کیا معنی ہیں

---

[1] ظن (گمان) پر یقین کر لینا کفر ہے یعنے اگر کوئی بات حکم خدا اور رسول ومہدی علیہما السلام اور اجماع صحابۂ نبوت وولایت سے ثابت نہو محض گمان کی بنا پر عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

اورامرالٰہی تو نبی یا رسول کے سوائے کسی کے لئے نہیں ہوسکتا اور مہدیؑ نہ تو رسول ہیں اور نہ نبی تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ امر الٰہی غیر انبیاءؑ کیلئے نہیں ہوتا بلکہ تمام اولیاءؒ اس میں مشترک ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ خضرؑ نے جب موسیٰ علیہ السلام کو رخصت کیا اور ان تمام باتوں کا جواب دیدیا جن پر موسیٰؑ نے صبر نہیں کیا تھا اس وقت خضرؑ نے کہا تھا کہ میں نے یہ اپنے حکم سے نہیں کیا بلکہ خدا کے حکم سے کیا۔ اور بعض روایتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ خضر ولی تھے اور امر اللہ کے لفظ کا اطلاق اللہ کی کتاب سے ولی کے حق میں مفہوم ہو رہا ہے تو مہدیؑ کے حق میں کیوں نہ بولا جائے گا کہ جس کی شان میں ایک حدیث میں یہ آیا ہے کہ جبرئیل اُس کے سامنے اور میکائیل اُس کے پیچھے رہتے ہیں حاصل یہ کہ مہدیؑ کے وجود کا ثبوت اللہ کی کتاب سے بیان مہدیؑ سے متحقق ہے اگرچیکہ کسی نے اس کو بیان نہیں کیا اور حضرت مہدیؑ کے تمام فرامین جو آپ سے ثابت ہو چکے ہوں قطعی حجتیں ہیں ظنی حجتیں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ اگر ایسا ہو کہ ایک مجلس میں مجتہدین بھی ہوں اور مہدیؑ بھی ہوں تو دو حال سے خالی نہیں مہدیؑ یا ان کے تابع ہوں گے یا ان کے متبوع ہوں گے پہلی بات غیر مسلم ہے کیونکہ مہدی علیہ السلام محفوظ عن الخطا منصوص بالخلافتہ اور مبعوث اللدعوت اور مفترض الطاعت ہیں اور مجتہدین ایسے نہیں ہیں اور لیکن شق ثانی مسلم ہی پس جب ثابت ہوگیا کہ مہدیؑ نے اپنی ذات کے حق میں چند آیتوں کا دعویٰ فرمایا اور اسی طرح اپنی قوم کے حق میں فرمایا تو مہدیؑ کے فرمان کو تسلیم کرنا ہم پر واجب ہوگیا اور آپؐ کے فرمان کی مخالفت کو چھوڑ دینا ہم پر فرض ہوگیا کیوں کہ آپؐ کی فضیلت میں وہ اخبار و آثار وارد ہیں جو پوشیدہ نہیں ہیں منجملہ ان کے آنحضرت علیہ السلام کا قول ہے روایت ہے حضرت علیؓ کے کہ کہا میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مہدیؑ ہم سے ہوں گے یا ہمارے غیر سے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ ہم سے ہوں گے اللہ ان پر دین کو ختم کریگا جیسا کہ ہم سے شروع کیا۔ اور ذکر کیا باقی حدیث کا۔ اس حدیث کو حافظوں کی ایک جماعت نے سند سے بیان کیا ہے جن میں سے ابوالقاسم طبرانی، ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن حاتم اور ابو عبداللہ نعیم بن حماد وغیرہ ہیں اور کعب اخبار سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں مہدیؑ کو انبیاءؑ کی کتابوں میں لکھا ہوا پایا ہوں اس کے حکم میں نہ ظلم ہے نہ عیب۔ امام ابوعمر مقری نے اپنی سنن میں اِس حدیث کو سند سے بیان کیا ہے اور حافظ ابو عبداللہ نعیم بن حماد نے بھی اس حدیث کو سند سے بیان کیا ہے۔ اے منصف اب تو غور کر کہ جب مہدیؑ کا ذکر انبیاءؑ گذشتہ کی کتابوں میں ہے تو عقلاً ہماری کتاب (قرآن) میں بھی بدرجۂ اولیٰ ضروری ہونا چاہیئے جیسا کہ مہدی علیہ السلام نے بیان کیا ہے۔ اور سالم اشلؒ سے مروی ہے کہا سنا میں نے ابوجعفر محمد بن علیؓ سے کہتے تھے کہ دیکھا موسیٰؑ نے سفر اول (توریت کی پہلی جلد) میں اُس مرتبہ کو جو دیئے جا رہے ہیں قائم آل محمد ﷺ (مہدیؑ) پس کہا اے اللہ تو مجھے قایم آل محمد ﷺ بنادے تو آپ سے کہا گیا کہ مہدیؑ تو احمدؐ کی اولاد سے ہوگا پس دیکھا سفر ثانی میں پس پایا اس میں مثل اسی کے پس کہا مثل اسی کے

پس کہا گیا آپ سے مثل اسی کے پھر دیکھا سفر ثالث میں پس دیکھا مثل اسی کے پس کہا مثل اسی کے پس کہا گیا آپ سے مثل اسی کے انتہیٰ یہ نقل عقدالدرر کے باب ثالث میں مذکور ہے اوراسی طرح مفہوم ہوتا ہے مہدیؑ کے بیان سے بھی کہ آپ کا ذکر توریت میں ہے چنانچہ حضرت مہدیؑ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قول **افمن کان علٰی بینة من ربه و یتلوه شاهد منه و من قبله کتاب موسیٰ اماماو رحمة** میں **من قبله** سے مراد **من قبل القرآن** (قرآن سے پہلے) ہے موسیٰ کی کتاب بھی گواہ ہے اور لفظ **اماماً** کو ضمیر کان کا حال قرار دیا یعنی **افمن کان علٰی بینة من ربه حال کو نه اماماً** (آیا وہ شخص جو ہوا اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر (ولایت محمدی کے منصب پر) اس حال میں کہ وہ امام ہو) اور ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ کوئی آیت نہیں ہے مگر اس آیت کے لئے ایک قوم ہے جو قریب میں اس کا معنی جانیگی۔ صاحب زوارف شرح عوارف مولانا علی پیرو نے فرمایا کہ ابن مسعودؓ کے قول سے سمجھا جاتا ہے کہ بیشک قرآن کے بعض معانی جو صحابہؓ کے دل میں نہیں گذرے اور مستقبل میں بعض مشائخین اور خصوصاً اصحابِ مہدیؑ کے دلوں میں ان معانی کا گذر ہوگا انتہیٰ اور شیخ عزالدین عبدالرزاق کاشی نے اپنی تفسیر مسمّٰی تاویلات القرآن میں ذکر کیا ہے کہ معانی قرآن کا بیان کما حقہ مہدیؑ کی زبان کے سوائے کسی اور سے نہوگا جہاں کہ اس نے قرار دیا ہے **آلٓمٓ** کو قسم اور اس کے جواب کو محذوف اور وہ جواب محذوف یہ ہے کہ البتہ تحقیق کہ میں بیان کرنے والا ہوں اس کتاب کو (جو محمدؐ پر نازل ہوئی) جس کا وعدہ انبیاءؑ کی زبانوں پر کیا گیا ہے اور ان کی کتابوں میں یہ ہے کہ قرآن مہدیؑ کے ساتھ ہوگا آخری زمانہ میں اور نہیں جانے گا قرآن کے بیان کو جیسا کہ فرمایا عیسیٰؑ نے کہ ہم تمہارے پاس تنزیل (الفاظ) لاتے ہیں۔ رہی تاویل (معنی) پس لائے گا اس کو فارقلیط آخری زمانہ میں۔ شیخ عبدالرزاق نے فارقلیط سے مراد جن کا نام زبانِ عیسیٰؑ سے ادا ہوا محمد مہدیؑ سے لی ہے۔ پس اے صاحبِ بصارت دیکھ کہ مہدیؑ کے وجود کا ثبوت اللہ کی کتاب میں نہونے کا یقین بلا دلیل کس طرح کیا جا سکتا ہے کیونکہ زمانۂ گذشتہ میں بیان کا نہونا زمانۂ مستقبل میں بیان کے احتمال اور امکان کے نہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ بیان کا انتظار مہدیؑ کی جانب سے بیان ہونے تک کیا جائے گا ایسا مہدیؑ جس کا ذکر انبیاءؑ کی کتابوں میں ہے جیسا کہ کعب احبار جعفر صادق اور شیخ عزالدین عبد الرزاق کے قول میں گذرا پس جب مہدیؑ آیا اور اپنے دعویٰ کو اللہ کی کتاب سے ثابت کیا اور اپنے ساتھ مخالفت کرنے والے لوگوں کے خلاف میں ثابت قدم رہا تو مہدیؑ کا انکار بلا شبہ کفر ہے پس اگر کہا جائے کہ قرآن کا بیان سماعت کے بغیر جائز نہیں کیونکہ تفسیر کرنے والا تفسیر بالرای کی بلا میں گرفتار ہونے سے محفوظ نہیں رہ سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ تفسیر کرنے والے کا بیان اگر اصول کے موافق ہو اور قرآن کے لفظ کا احتمال رکھتا ہو تو ہم بغیر سماعت کے تفسیر کرنے والے کے بیان کے عدم جواز کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ یوم قیامت تک جو شخص قرآن کے بیان کے درجہ کو پہنچے گا معانیِ قرآن کا استنباط کرنا اسی کے تفویض

رہے گا ہم اس کے دلائل بیان کرتے ہیں اور منجملہ اُن دلائل کے وہ روایت ہے جو بخاری میں ابو جحیفہ سے روایت آئی ہے ابو جحیفہ نے کہا میں نے حضرت علیؓ سے کہا کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے تو فرمایا اللہ کی کتاب کے سوائے کوئی کتاب نہیں یا سمجھ ہے جو مردِ مسلم کو دی جاتی ہے۔کرمانی نے اس حدیث کے بیان میں کہا ہے کہ حضرت علیؓ کے اس ارشاد میں اس بات کی طرف رہنمائی ہے کہ صاحب فہم عالم کے لئے جائز ہے کہ اپنی سمجھ کے موافق قرآن شریف سے ایسی باتوں کو نکالے جو گذشتہ مفسرین سے منقول نہیں ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اس کی موافقت اصول شرعیہ سے ہوانتہیٰ یہ منقول ہے باب کتاب العلم بخاری سے اور منجملہ ان دلائل کے آنحضرت ﷺ کا قول ہے کہ بیشک وہ شخص جو حاضر مجلس رسولؐ ہے شاید پہنچادے حدیث اس شخص کو جو اس سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے ذکر کیا کرمانی نے جزء اول میں ربّ[1] مبلغ اوعی من سامع کے باب میں اور اسی باب میں یہ ذکر ہے کہ حکم فقہ کا ہے کہ عالم پر واجب ہے کہ علم ان لوگوں تک پہنچادے جن کو نہیں پہنچا اور بیان کرنا اس کا ان لوگوں سے ہے جنھوں نے اس کو نہیں سمجھا ہے اور وہ ایک عہد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عالموں سے لیا ہے کہ ضرور بیان کردو گے اس کو لوگوں سے اور اس کو چھپاؤ گے نہیں۔اور اس میں یہ ہے کہ تحقیق آئے گا آخری زمانہ میں وہ شخص جس کو وہ فہم و علم عطا ہوگا جو اس کے پہلے لوگوں کو عطا نہیں ہوا مگر یہ بات تھوڑوں میں ہوگی کیونکہ ربّ وضع کیا گیا ہے تقلیل کے معنی کے لئے۔اور یہ قول بھی کرمانی کی کتاب کے جزء اول سے منقول ہے۔اور منجملہ ان دلائل کے وہ ہے جو کہا صاحبِ تعلیق نے اپنے دیباچہ میں چونکہ علوم خدا کی عطا اور مخصوص عطیئے ہیں اس لئے یہ بات ممتنع نہیں کہ متاخرین متقدمین سے زیادہ دیئے جائیں۔اور منجملہ اُن دلائل کے وہ دلیل ہے جو احیاء العلوم میں ذکر کی گئی ہے کہ بغیر سماع کے تکلم کو حرام قرار دینا باطل ہے کیونکہ بعض آیتوں میں رسول ﷺ سے سماع نہیں پائی جاتی اور صحابہؓ اور مابعد لوگوں نے اس قدر اختلاف کیا ہے کہ اس میں جمع ممکن نہیں اور تمام باتوں کا رسول اللہ ﷺ سے سننا بھی ممتنع ہے اور اخبار و آثار اپنے معانی کی وسعت پر دلالت کررہے ہیں آنحضرت ﷺ نے ابن عباسؓ کے لئے فرمایا کہ اے اللہ اس کو دین میں فقیہ بنادے اور اسکو تاویل کا علم عطا کر اگر تاویل مسموع ہوتی (بجز سماع جائز نہوتی) تو تخصیص کی کوئی وجہ نہ تھی اور فرمایا اللہ عزوجل نے کہ البتہ جانے اس کو وہ لوگ جو اس کا استنباط کرتے ہیں۔اور کہا ابو درداءؓ نے آدمی پورا فقیہ نہیں بنتا یہاں تک کہ قرآن کے لئے بہت سے وجوہ بنائے۔اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر میں چاہتا تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ کے بار برابر کردیتا اور فرمایا ہے ابن مسعودؓ نے جو شخص ارادہ کرے علم اولین و آخرین کا تو چاہیئے کہ اختیار کرے قرآن کو۔اور کہا بعض علماء نے ہر آیت کے لئے ساٹھ فہم ہیں اُس آیت کی سمجھ سے جو چیز باقی رہ گئی ہے وہ زیادہ ہے ساٹھ سے۔اور کہا قرآن کا آخری حصہ ستہتر ہزار دو سو علموں کو حاوی ہے کیونکہ ہر

---

[1] ربّ مبلغ اوعی سامع بعض خبر کو پانے والے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں علم کو ان لوگوں سے جو سننے والے ہوتے ہیں علم کے۔

کلمہ کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اور ایک انتہا اور ایک ابتداء ہے اور قرآن میں تمام علوم کی طرف اشارے ہیں اور ہر وہ بات جو فکر کرنے والوں کو مشکل معلوم ہوتی ہے قرآن میں اُس کی طرف اشارے ہیں۔ اور منجملہ ان کے وہ ہے جو ذکر کیا گیا ہے زوارف میں ابن مسعودؓ کے قول کے بیان میں **مامن اٰیۃ الا و لھا قوم سیعلمون بھا** (کوئی آیت نہیں ہے مگر اس کے لئے ایک قوم ہے جو معلوم کریگی اس آیت کے معنی کو) اور ابن مسعودؓ کا یہ کلام تحریص دلانے والا ہے ہر طالب صاحبِ ہمت کو اس بات پر کہ اس کی ہمت مسموعات پر منقطع نہو جائے اور یہ کہ صاف کرے کلام وارد ہونے کی جگہ کو اپنے دل سے تا کہ سمجھ جائے ان معنی کے دقایق کو جن کا اِدراک صحابۂ رسولؐ نے بھی نہیں کیا انتہا میں نے طوالت بیجا کے خوف سے بعض حجتوں کو بیان کرنے پر اختصار کیا ہے۔

قول دوم:۔ بلکہ اس معنی کا ثبوت اخبار احاد سے حاصل ہوا ہے پس اس کا انکار موجبِ کفر نہوگا۔

جواب قول دوم:۔ اے برادر صالح معلوم کیجئے کہ جو احادیث رسول اللہ ﷺ سے مہدیؑ کے اوصاف میں وارد ہوے ہیں اگر چہ کہ احاد ہیں لیکن آخری زمانہ میں ایک شخص کا مہدیؑ ہونا بغیر ملاحظۂ صفت سلبیہ یا ثبوتیہ کے اس اندازہ کی حد تک متواتر ہیں کیونکہ روایات احاد مہدی علیہ السلام کے حق میں حدتواتر کو پہنچ گئے ہیں کیونکہ یہ لوگ اس کثرت سے ہیں کہ عادۃً انکا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو اور روایات کی یہ کثرت ہمارے اس زمانہ تک ہے اس لئے اس کا اول مانند آخر کے ہے اور اس کا آخر مانند اول کے ہے اور اس کا اوسط اس کے جو طرفین کے مانند ہے۔ اسلامی فرقوں میں سے ہر فرقہ کی رجم غیر مہدی علیہ السلام کی روایت ہر زمانہ میں کرتا ہوا آیا ہے اسی کو متواتر کہتے ہیں اس کے سوائے تواتر کا کوئی اور معنی نہیں ہے اور قرطبی میں ہے کہ آنحضرت علیہ السلام سے حضرت مہدیؑ کے حق میں جو حدیثیں مروی ہیں حدتواتر کو پہنچ چکی ہیں اور ان کے راوی بکثرت ہیں اور لیکن مہدیؑ کی کیفیت میں جو حدیثیں وارد ہوئی ہیں وہ احاد ہیں اور احاد کا انکار کفر نہونے کی علت یہ قرار دیگئی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام سے اُس کے صادر ہونے کا یقین نہیں ہوتا کیونکہ حدیث احاد اگر چیکہ صحیح ہو ظن اور شک کے سوائے کوئی اور فائدہ نہیں دیتی ہے۔ اور خبر متواتر کا انکار کفر ہونے کی علت آنحضرت علیہ السلام سے اس کے صادر ہونے کا یقین ہے کیوں کہ کثرت روایات سے یقین حاصل ہوجاتا ہے اور جب ایسا ہے تو جو بات حدیث احاد مستفیضہ [1] سے ثابت ہوجائے گی تو وہ بغیر شبہ کے یقین ہوگی جب کہ وہ ظاہر ہوجائے گی جیسا کہ مغرب سے آفتاب کے طلوع ہونے کی حدیث اگر چہ ثابت ہوئی ہے احاد ظنی سے تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے قول ہٰذا **یوم یاتی بعض اٰیات ربک** (جس وقت کہ آئے گی تیرے رب کی بعض نشانی) کے۔ اور لیکن جب آفتاب مغرب سے طلوع ہوجائے گا اور لوگ اس کو دیکھ لیں گے تو ظن زائل

---

[1] مستفیضہ یعنی متعدد طریقوں سے ثابت ہونے والی خبر احاد۔

ہو جائے گا اور یقین حاصل ہو جائے گا اور اسی طرح تمام اخبار جن سے علماء نے معجزاتِ نبیؐ کو ظہورِ معجزات کے بعد ثابت کیا ہے۔اس کی تائید کرتا ہے امام غزالیؒ کا قول احیاء العلوم کے باب چہارم میں آفات مناظرہ کے بیان میں۔آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ جب لوگ علم پڑھیں گے اور عمل چھوڑ دیں گے زبانوں سے دوستی رکھیں گے اور دلوں سے باہم بغض رکھیں گے اور قطع رحمی کریں گے تو اللہ ان پر لعنت بھیجے گا وہ کانوں کے بہرے اور آنکھوں کے اندھے ہو جائیں گے۔اس حدیث کی روایت حسن نے کی ہے۔یہ حدیث مشاہدہ سے صحیح ثابت ہو چکی ہے۔یہاں تک ہے امام غزالیؒ کا کلام۔پس اے منصف دیکھ امام غزالیؒ کے قول کو کہ فرماتے ہیں مشاہدہ سے یہ حدیث ثابت ہو چکی ہے یعنے صحیح ہے یہ حدیث نبیؐ سے علماء میں اس کے ظہور کی وجہ سے۔اسی کے قریب ہے حضرت عمرؓ کے قول کے تحت کرمانی نے جو بیان کیا ہے۔جب حدیث بیان کرے تجھ سے سعدؓ نبیؐ سے تو اس کے متعلق تو سوال مت کر۔کرمانی نے کہا کہ یہ خبر احاد ہے اور شک نہیں ہے اس بات میں کہ یقین کا پہلو ظہور کے بعد قوی ہو جاتا ہے اس کی تائید کرتی ہے وہ تحریر جو شرح عقاید میں ہے معجزہ کے ظہور کے وقت اس کی سچائی کا یقین عادۃً حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی سچائی کے علم کو ظہورِ معجزہ کے بعد ہی پیدا کر دیتا ہے اگر چہ کہ ایسے علم کو پیدا کرنا فی نفسہ ممکن بھی ہے اور یہ جیسا کہ کوئی شخص کسی جماعت کے سامنے دعویٰ کرے کہ وہ بادشاہ کی طرف سے ان کی طرف بھیجا گیا ہے پھر وہ شخص بادشاہ سے کہے کہ اگر میں سچا ہوں تو اپنی عادت کا خلاف کر اور اپنی جگہ سے تین دفعہ اٹھ اور بادشاہ نے ویسا ہی کیا تو جماعت کو علم ضروری عادی اس کی بات کی صداقت کا حاصل ہو جائے گا اگر چیکہ فی نفسہ کذب ممکن ہے کیونکہ امکان [1] ذاتی تجویز عقل کے معنی میں ہے جو علم قطعی کے حصول کے منافی نہیں ہے جیسا کہ ہمارا علم کہ کوہ اُحد سونے کا نہیں بنگیا مگر فی نفسہ سونے کا بنجانا ممکن ہے پس اسی طرح یہاں اس کی صداقت کا علم عادت کے موافق حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ علم قطعی کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے جیسے کہ حس (حس سے علم قطعی حاصل ہو جاتا ہے) اور غیر اللہ سے معجزہ صادر ہونے کے احتمال کا امکان اس کی صداقت میں قابل اعتراض نہیں ہوتا بلکہ مدعی کی طرف اس کی نسبت ہوتی ہے جیسا کہ فی نفسہ مخالفت ہو یا اُس کے بدن میں زخم ہو یا بعض اجسام کی خاصیتوں پر اس کو واقفیت ہو جس کو ذریعہ معجزہ بنایا ہو یا بعض فرشتوں یا جن یا کسی تارے یا اوضاع فلکیہ کی طرف بھی اس کی نسبت ہو سکتی ہے جس کی مدعی معجزہ کے غیر کو اطلاع نہیں ہوتی یا معجزہ کا صدور تصدیق کی غرض سے نہیں ہوتا یا تصدیق کاذب کیلئے ہوتا ہے دیگر احتمالات بھی اس میں پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ علم ضروری حسی میں بھی آگ کی حرارت کیلئے عدم حرارت نار کا امکان قابل اعتراض نہیں ہوتا اس معنی میں کہ اگر اس کا عدم فرض کیا جائے تو اُس سے محال لازم نہیں آتا انتہیٰ اور اس بات پر کہ انکار کفر ہے اقوال مہدیؑ کے سوائے جو دلیلیں ہیں

---

[1] امکان ذاتی تجویز عقلی کے معنی میں ہے یعنی عقل کے نزدیک کسی بات کا جائز ہونا اُس کے فی نفس ممکن ہونے کی جہت سے ہوتا ہے۔

ایک دوسری کی تائید کرتی ہیں منجملہ ان کے آنخضرت علیہ السلام کا قول ہے کہ جس نے مہدیؑ کا انکار کیا اس نے انکار کیا ان چیزوں کا جو محمدؐ پر نازل ہوئیں اور یہ پوری حدیث فصل الخطاب میں اسناد کے ساتھ مذکور ہے اور اسی طرح فرمایا ہے ابوبکر اسکاف نے خوائد اخبار میں اور امام ابوالقاسم سہیلی نے شرح میر میں۔ اور منجملہ ان دلیلوں کے وہ ہے جو نوادر میں ذکر کی گئی ہے کہ جو شخص داعی شرع کو حقیر سمجھ کر اس کے حکم کی تعمیل نہ کی تو کافر ہو گیا یعنے داعی شرع کو حقیر سمجھنے سے کافر ہو گیا اور داعی سے مراد قاضی ہے۔ اور وہ شخص ہے جو احکام شرع کی اجرائی کے لئے مقرر کیا گیا ہو پس جب داعیانِ شرع کا انکار کفر ہے تو مہدیؑ اُن سے باعتبار حال کے درجہ میں کم نہوگا پس تو اچھی طرح سمجھ لے کہ یہ ایک واضح بات ہے ہاں حقیر سمجھنا حاصل ہوتا ہے مہدیؑ کی تصدیق نہ کرنے سے اور مہدیؑ کو خطا اور غلطی کی طرف منسوب کرنے سے اور اس گمان سے کہ حدیثیں اس کے موافق نہیں ہیں اور یہ بات تصدیق سے پھیرنے والی ہے حالانکہ امر ایسا نہیں ہے جیسا کہ اس نے گمان کیا ہم انشاء اللہ عنقریب اس کی توضیح کریں گے۔

قول سوم:۔ پس کیسے ہوسکتا ہے جبکہ صحیح حدیثوں میں عبارتیں مانع تصدیق ہوں اور جو بندۂ حق امرِ حق کی تلاش میں ہو اور اس امر اعلیٰ کے مدعی (مہدیؑ) کا پورا محبّ عام اکرام کے ساتھ آپ کے کمال اور آپ کے جمالِ حال کے نظر کرتے ہوئے ہو (تو اس کو منکر کیوں کہیں گے)۔

جواب قول سوم:۔ اے برادر صالح جانئے کہ جو شخص حق کا متلاشی اور ذاتِ مہدیؑ کا محبّ اور انکار و تصدیق کے درمیان متردد ہو تو اس کو منکر نہیں کہیں گے کس طرح کہیں گے کہ وہ قطعاً منکر نہیں ہے بلکہ تردد کر رہا ہے اور تلاش کر رہا ہے اگر اللہ اس کے حق میں خیر کا ارادہ نہیں کریگا تو اس کو منکر بنا دیگا۔ پھر جاننا چاہیئے کہ حدیثیں منصف کو تصدیق سے نہیں روکتی ہیں کیونکہ وہ اگر حدیثوں میں غور کرے گا تو ایک حدیث کو دوسری حدیث کے متعارض پائے گا اور اس میں تاویل و مجاز کا احتمال بھی دیکھے گا اور اُن حدیثوں کو اس حال میں پائے گا کہ ان کے درمیان تطبیق ناممکن ہے میں نے گیارہ حدیثیں ایسی پائی ہیں جن میں سے بعض میں عیسیٰؑ کی امامت اور مہدیؑ کی اقتدا کا ذکر ہے اور بعض میں مہدیؑ کی امامت اور عیسیٰؑ کی اقتدا کا ذکر ہے ایک مُقلِدّ شخص کے لئے یہ طاقت نہیں ہے کہ ایک حدیث کو لے کر دوسری حدیث کو چھوڑے۔ اور ایک روایت میں نے یہ بھی دیکھی ہے کہ مہدیؑ کے بعد بارہ خلیفوں کے بعد عیسیٰؑ کا نزول ہوگا چنانچہ حافظ ابن جوزی سے غایت الاحکام کی شرح میں مذکور ہے انہوں نے کہا کہ آنخضرت علیہ السلام کا قول ہے کہ میرے بعد بارہ خلیفے ہوں گے۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ واقعہ مہدیؑ آخر زمانہ میں جو آئیں گے ان کی موت کے بعد ہوگا اور ہم نے کتاب دانیال میں پایا ہے کہ جب مہدیؑ مر جائیں گے تو پانچ آدمی بادشاہ بنیں گے اور یہ پانچوں حسن بن علیؓ سبط اکبر کی اولاد سے ہوں گے پھر ان کے بعد پانچ آدمی بادشاہ بنیں

گے اور یہ پانچوں سبط اصغر یعنی حسین بن علیؓ کی اولاد سے ہوں گے پھر ان کے بعد خلافت کے کام کیلئے ایک مرد کے لئے وصیت کریں گے جو سبط اکبر (امام حسنؓ) کی اولاد سے ہوگا پس یہ مرجائے گا پھر اس کے بعد اس کی اولاد بادشاہت کرے گی اس کی ذات سے بارہ بادشاہوں کی تکمیل ہوجائے گی جن میں سے ہر ایک امام مہدیؑ ہوگا۔ ابن منادی نے کہا کہ ابن عباسؓ کی روایت سے ابوصالح کی ایک روایت میں پایا گیا ہے کہ اس نے مہدیؑ کا ذکر کیا پس کہا کہ مہدیؑ کا نام محمد بن عبداللہ ہے اور وہ ایک مرد ہوگا میانہ قامت سرخی مائل رنگ والا اس اُمت کی تمام مصیبتوں کو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دور کردے گا اور ان پر جو ظلم وستم ہوں گے وہ اس کے عدل کی وجہ سے دور ہوجائیں گے پھر اس کے بعد ڈیڑھ سو سال تک بارہ مرد حکومت کریں گے جن میں سے پانچ اولاد حسنؓ سے اور پانچ اولاد حسینؓ سے ہوں گے اور ایک اولاد عقیل بن طالب سے ہوگا پھر وہ مرجائے گا اور زمانہ میں فساد پھیل جائے گا بری باتیں عود کریں گی ابن منادی نے کہا کہ کعب احبار نے کہا بارہ مہدی ہوں گے پھر عیسیٰؑ روح اللہ اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے انتہیٰ۔ اے منصف دیکھئے اس مدت خلافت کو جو مہدیؑ کے بعد ڈیڑھ سو سال کی ذکر کی گئی ہے اور یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یا یہ کہ مہدیؑ کے بعد عیسیٰؑ کی حیات میں بارہ خلیفے ہوں گے یا عیسیٰؑ کے مرنے کے بعد ہوں گے پہلی بات مسلم نہیں ہے۔ کیوں کہ عیسیٰؑ کی حیات میں خلیفہ کا ہونا کمزور بات ہے کیوں کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ میری اُمت پر عیسیٰؑ خلیفہ بن کر اتریں گے صلیب کو توڑ دیں گے اور سوّروں کو قتل کریں گے الخ اور ایک زمانہ میں دو خلیفے بیعت نہیں کئے جائیں گے اور اس طرح دوسری بات بھی قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ عیسیٰؑ کے مرنے کے بعد اور ان کے زمانہ کے مومنین کے مرنے کے بعد کوئی مومن باقی نہیں رہے گا صرف اشرار رہ جائیں گے گدھوں کی طرح دولتیاں مارتے رہیں گے ان لوگوں پر قیامت قایم ہوگی جیسا کہ اس پر صحیح حدیث دلالت کرتی ہے اور وہ آنحضرت علیہ السلام کا قول ہے کہ پھر بھیجے گا اللہ پاک ہوا وہ ہوا ان کو ان کی بغلوں کے نیچے پکڑے گی پس اللہ قبض کرلے گا ہر مومن کی روح کو پھر وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جن میں کوئی خیر نہوگا الخ تفتازانی نے شرح عقاید میں عیسیٰؑ کے پیچھے مہدیؑ کی نماز کا ذکر کیا ہے اور قرطبی نے اس کے برعکس لکھا ہے۔ اور نیز تفتازانی نے شرح عقاید میں کہا ہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰؑ مہدیؑ کی اقتدا کریں گے یا مہدیؑ عیسیٰؑ کی اقتدا کریں گے ایک ایسی بات ہے کہ جس کی کوئی سند نہیں اس بات پر اعتماد نہیں کرنا چاہیئے انتہیٰ شیخ نجیب الدین ابومحمد واعظ دہلوی نے اپنی کتاب مدار الفضلا میں کہا ہے کہ تفتازانی نے شرح عقاید میں اپنے کہے ہوئے قول سے اس قول کی طرف رجوع کیا ہے جو شرح مقاصد میں ہے۔ اور نعیم بن حماد نے اپنی کتاب الفتن میں ارطات کی روایت سے بیان کیا ہے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ مہدیؑ اولادِ فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ سے ہوگا پانچ سال زندہ رہے گا پھر اپنے بچھونے پر مرجائے گا پھر نکلے گا ایک مرد جو بنی قحطان سے ہوگا جس کے دونوں کان چھدے ہوئے ہوں گے اور وہ مہدیؑ کی سیرت پر

ہوگا جس کی زندگی بیس برس تک ہوگی پھر وہ ہتیاروں سے مقتول ہوکر مرجائے گا پھر نکلے گا ایک مرد اہل بیت نبیؐ سے وہ مہدیؑ ہے جس کی سیرت اچھی ہے وہ اپنے دین کے بارے میں جنگ کرے گا اور منصور ہوگا اور وہ اُمت محمدؐ کا آخری امیر ہوگا پھر اس کے زمانہ میں دجال نکلے گا اور اس کے زمانہ میں عیسیٰؑ ابن مریم اتریں گے انتہیٰ کتاب العلم والتعظیم کے مصنف نے کہا ہے کہ خروجِ مہدیؑ کے بارے میں مختلف روایات اور اخبار نبیؐ سے اور علیؓ سے اور ابن عباسؓ وغیرہ سے مروی ہیں مگر وہ روایات واخبار قابل تامل ہیں اور اسی طرح ہر اس روایت میں ہے جو حادثات کائنات کے متعلق مروی ہے اب ہم ان روایات کو جیسے کہ وہ مروی ہیں بیان کرتے ہیں اس باب میں سب سے اچھی روایت جو آئی ہے وہ ابوبکر ابن عباس کی حدیث ہے جو روایت سے عاصم کے اور وہ روایت سے ابوذر کے اور وہ روایت سے عبداللہ کے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں ختم ہوگی دنیا یہاں تک کہ میری اہل بیت سے ایک مرد میری اُمت کا حاکم ہوگا جس کا نام میرا نام ہوگا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ اگر نہ باقی رہے دنیا سے مگر ایک ہی دن تو البتہ دراز کردے گا اللہ اُس دن کو یہاں تک کہ مبعوث کرے گا اللہ ایک مرد کو مجھ سے یا میری اہل بیت سے اُس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا وہ زمین کو انصاف اور عدل سے بھر دے گا جیسا کہ وہ جور وظلم سے بھری گئی اس میں (پہلی حدیث میں) **یواطی اسمه اسمی** نہیں ہے اور نہ اُس میں کوئی اطلاع ہے اور نہ انتظار بعید ہے انتہیٰ اور کیا ہی اچھی ہے وہ بات جو امام بیہقی نے شعب الایمان میں کہی ہے کہ لوگوں نے مہدیؑ کی علامتوں کے باب میں اختلاف کیا ہے پس ایک جماعت نے توقف کیا ہے (اپنی دیانت کی وجہ سے) اور علامات کے علم کو اس کے عالم (خدائے تعالیٰ) کی طرف حوالہ کیا ہے اور اس بات کی معتقد ہوگئی کہ وہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے ایک شخص ہے آخری زمانہ میں نکلے گا اور اللہ اس کو جس وقت چاہے گا پیدا کرے گا اور اس کو مبعوث کرے گا اپنے دین کی نصرت کیلئے انتہیٰ پس اے میرے منصف بھائی احادیث واقوال کے اس اختلاف کو دیکھ جو احادیث واقوال میرے پاس موجود ہیں میں نے اُس کا دسواں حصہ بھی نہیں بیان کیا ہے کیونکہ مہدیؑ کے بارے میں احادیث واقوال کا اختلاف اس درجہ پہنچا ہے کہ امورِ دین میں سے کسی امر میں اس درجہ کو نہیں پہنچا ہے تو پھر کسی منصف کو حدیثوں کی عبارتیں تصدیق سے کس طرح باز رکھیں گی اور جو شخص منصف ہو اس کو چاہیئے کہ مہدیؑ اور اصحابِ مہدیؑ کے اخلاق کا دامن تھامے جو ہمارے نبیؐ اور اصحابِ نبیؐ کے اخلاق کے موافق ہیں کیونکہ جب اخلاق نبوت کی تصدیق کی علت موجبہ بنتے ہیں تو کس طرح ایسے امر (مہدیت) کی تصدیق کی علت موجبہ نہیں بنیں گے جو نبوت کے زیادہ قریب ہے اور ہم انشاءاللہ اس کی دلیلیں بیان کریں گے اخلاق کے سوائے دوسری باتیں اوہام وخیالات ہیں جن سے ایک عاقل منصف تمسک نہیں کرتا اور جو شخص اوہام وخیالات کے بھنور میں پڑ جاتا ہے تو وہ کبھی کنارہ کو نہیں لگتا اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے اور ہماری

تمام عاجزی اورزاری اسی کی بارگاہ میں ہےاوراُسی سے ہدایت ہے۔منجملہ اُن دلیلوں کے ہے جوشرح عقاید میں نبوت کے استدلال میں ذکرکیاہے کہ اورصاحبانِ بینائی نے نبیؐ کی نبوت پردووجھوں سے دلیل لائی ہےاُن دونوں میں سےایک وجہ پے در پے قبل نبوت کےاحوال ہیں اورزمانۂ دعوت اوردعوت تمام ہونے کے بعد کا حال ہےاورآپ کے بڑے اخلاق اور حکیمانہ احکام اورآپ کا اقدام ایسی جگہ پر جہاں بڑے بڑے پہلوان مقابلہ پر تُلے ہوے ہوں اور ہرحال میں آپ کا اللہ پر بھروسہ کرنا اور ہولناک مقامات میں آپ کی ثابت قدمی ایسی کہ آپ کے دشمنوں نے بھی شدت عداوت اورطعن کرنے کی حرص کے باوجودآپ پرطعن کرنے کی گنجایش اورآپ کی چوک پکڑنے کی راہ نہ پائی پس تحقیق کہ عقل غیرانبیاءؑ میں امور مذکورہ کےجمع نہونے کا یقین کرتی ہےاورنیزعقل منع کرتی ہےاس بات کوکہ اللہ تعالیٰ کمالات مذکورہ ایسےشخص میں جمع کرے جس کواللہ جانتاہے کہ وہ اللہ پرافترا کرتاہے پھراس کومہلت دےتیئیس برس اوراُس کے دین کوتمام ادیان پرغلبہ دےاوراُس کوفتح دےاس کے دشمنوں پراوراُس کےآثارکوزندہ رکھےاُس کی وفات کے بعد قیامت تک۔اوردوسری وجہ یہ ہے کہ پیغمبرؐ نے دعویٰ کیااس امر بزرگ یعنی نبوت کا ایسی قوم کے درمیان جس کے پاس نہ کتاب تھی اورنہ حکمت ظاہرکیاان پرکتاب اور حکمت کواوران کودینی احکام اورروشن راستوں کی تعلیم دی اوربزرگ اخلاق سےمکمل کیااوراکثرلوگوں کوفضائل علم وعمل سے لبریزکیااورعالم کوایمان اورعمل صالح سےمنورکیااوراللہ تعالیٰ نے اس کے دین کوتمام ادیان پرغالب کیا جیسا کہ اُس سے وعدہ کیااوران امور کےسوائے نبوت اوررسالت کےاورکوئی معنی نہیں ہیں انتہیٰ پس دیکھ اےمنصف جبکہ صاحبانِ بینائی نے اثباتِ نبوت کیلئے اخلاق حمیدہ اوراوصاف محمودہ سےاستدلال کیاہےتواخلاق حمیدہ سےایسےشخص کی مہدیت کےاثبات کے لئے جونبوت کےزیادہ نزدیک ہےسارےاوصاف مذکورہ سےمتصف ہےتجھ کوکونسی حدیث ظنی مانع ہورہی ہےاس لئے کہ وہ اخلاق دلیل قطعی ہیں احادظنی سےاُن کا معارضہ نہیں کیا جاسکتا برخلاف معجزہ کیونکہ معجزہ اپنی صحت کیلئے اخلاق ہی کا محتاج ہےمگرجبکہ تحدی (دعویٰ کےساتھ معجزہ دکھانے) کے وقت کسی صاحبِ اخلاق شخص سے صادرہوا ہواگرکوئی شخص صاحبِ اخلاق نہوتواس کےخرق عادت کواستدراج کہیں گےاورحضرت مہدیِ موعودؑ کےاخلاق تواتنےمشہورہیں جیسا کہ دوپہر کے وقت آفتاب چمکتاہےاسی طرح آپ کےاصحابؓ کےاخلاق بھی مشہورہیں اوربہ تحقیق آپ کی صحبت سے بزدل سے بزدل بڑابہادرہوگیااوراُن میں کابڑابخیل بڑاسخی ہوگیااوران میں کاجاہل سےجاہل بڑاعالم ہوگیااوران میں کابڑابدکاربڑاعبادت گذاربن گیااوران میں کابڑی نافرمانیاں کرنے والابہترین عبادت گذارہوگیا۔نبیؐ کےقول یملأ الارض الخ (بھرےگا زمین کوانصاف اورعدل سےجیسا کہ وہ بھری گئی ظلم وجورسے) کےمعنی یہی ہیں یعنی جس طرح بعض اہلِ زمین کے دلوں میں ظلم وجورجائے گیرہوگئےیعنی اللہ سےمنہ پھیرلینااوراللہ کےحدودسےتجاوزکرجاناہےپس مہدیؑ آکرعدل وقسط یعنی اللہ

تعالیٰ کی طلب اور اللہ تعالیٰ کے حدود کی حفاظت دل نشیں کردے گا حدیث شریف میں کما کا لفظ جو تشبیہ کے لئے آیا ہے اس سے مراد تشبیہ فی الکیفیت (عوارض) ہے تشبیہ فی الکمیت (مقدار) نہیں پس یہی قومِ مہدیؑ درحقیقت اہل ارض ہے اور ان کے سوائے جو لوگ ہیں ان کے گدھوں کے مانند ہیں اور منجملہ اُن دلیلوں کے ہے جو ذکر کیا ہے طوالع میں کہ اس کے بڑے اخلاق اس کی سچائی کے گواہ ہیں مثلاً سچائی کی پابندی اور مدت العمر دنیا سے منہ موڑے ہوئے رہنا (تارکِ دنیا رہنا) اور انتہا درجہ کی سخاوت کہ اپنے پاس ایک دن کے قوت سے زیادہ روک نہ رکھا اور شجاعت اس حد تک کہ کبھی نہیں بھاگا اگرچہ یومِ احد کے مانند بڑا رعب دیکھا اور ایسی فصاحت کہ عرب عربا کے فصیح ترین خطیب آپ کے مقابلہ میں گونگے ہوگئے تکلیفوں اور مشقتوں کے باوجود اپنے دعویٰ نبوت پر اصرار تو انگروں کے مقابلہ میں اظہار رفعت اور فقیروں کے ساتھ تواضع انتہیٰ پس اے منصف دیکھ جب ایک شخص ایسا پایا گیا جو ایک امر ممکن (مہدیت) کا دعویٰ کرتا ہے جو نبوت کے زیادہ قریب ہے اور وہ ایسے اوصاف سے متصف ہے جو مدعی نبوت کی تصدیق کو واجب کرتے ہیں تو پھر کس طرح معارضہ کرتا ہے مقلد احادیث سے جن میں بعض بعض کے متعارض ہیں اور تاویل ومجاز کا احتمال بھی رکھتے ہیں کیونکہ احادیث احاد سے تمسک اور احتجاج کرنا مقلد کیلئے جائز نہیں اس کو اچھی طرح سمجھ لے کیونکہ یہ ظاہر بات ہے۔ اور منجملہ اُن دلیلوں کے ہے وہ جو کہا امام راغب اصفہانی نے کہ ہر نبیؑ کیلئے دو نشانیاں ہیں ایک ان میں سے عقلی ہے جس کو صاحبِ بصیرت پہچانتے ہیں مثلاً ان پر انوار رائقہ کا ہونا اور اُن میں اخلاق کریمہ کا پایا جانا اور ان میں علوم ظاہرہ کا ہونا اس طرح کہ ان کا کلام صاحبِ حجت ہو اور اُن کا بیان سامعین کو تشفی دے یہ احوال ایسے ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے کوئی صاحبِ بصیرت معجزہ کا طالب نہیں ہوتا ہاں جس میں عناد ہے وہی طالب ہوتا ہے۔ اور دوسری نشانی معجزہ ہے جس کا طلب کرنا ضروری ہے اُس شخص کے لئے جو کلام اللہ اور کلام بشر میں فرق کے ادراک سے قاصر ہے اور بعض محققین نے کہا کہ قاصر العقل اعتقادات صادقہ اور اعمال صالحہ کی صحت معجزات سے دلیل طلب کرتا ہے <u>اور کامل العقل کمال اعتقادات صادقہ واعمال صالحہ سے</u> مدعی کے دعویٰ کی سچائی اور اس کی اتباع کے وجوب پر دلیل لیتا ہے اس لئے کہ امراض روحانی اکثر لوگوں پر اُن کے عقائد واعمال میں نقصان ہونے کی وجہ سے غالب ہیں۔ پس جب ہم نے دیکھا کسی شخص کو جو امراض روحانی کا علاج کرتا ہے اور لوگوں کو کامل بنا دیتا ہے تو ہم سمجھ گئے کہ بیشک وہی طبیب حاذق اور نبی صادق ہے انتہیٰ یہ نقل اللہ تعالیٰ کے قول انعمت علیہم کے تحت تفسیر رحمانی میں مذکور ہے۔ پس دیکھ اے منصف کہ جب پایا جائے طبیب حاذق روحانی امراض (فساد اعتقاد خرابی اعمال سختی دل غفلت اور غیر سے روح کی الفت) کا علاج کرنے والا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی صحبت میں ہزاروں روحانی امراض رکھنے والوں کو شفا بخشی تو وہ اپنے دعویٰ میں ظنی احادیثوں کی وجہ سے کس طرح جھٹلایا جائے گا۔ اور البتہ تحقیق میں نے پایا ہے اکثر اپنے اصحاب (تابعینِ مہدیؑ) کو در دفراق

سے زاری کرنے والے راتوں کو ذکرِ خدا میں کھڑے رہنے سے پاؤں سوجے ہوئے شب بیداری کثرت زاری سے آنکھیں پھلی ہوئی اوران میں کے کئی اشخاص جن کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہتیں چیخ چیخ کر رونے والے اوران میں کے کئی اشخاص کھڑے کے کھڑے آہ کرنے والے اوران میں کے کئی اشخاص لیٹے ہوئے زاری کرنے والے اوران میں کے کئی اشخاص چت لیٹے ہوئے چیخنے والے پس یہ گروہ مذکورہ اصحابِ مہدیؑ کے تابعینؒ ہیں جبکہ مہدیؑ کے صحابہؓ روحانی امراض کا علاج کرنے والے طبیبانِ حاذق تھے تو امام مہدیِ موعودؑ کی ذات مقدس کے متعلق تیرا کیا گمان ہے اور اللہ سیدھی راہ دکھانے والا اور صواب کا الہام دینے والا ہے۔اور منجملہ اُن دلیلوں کے ہے جو صاحبِ تفسیر نیشا پوری نے امام فخر الدین رازی کے اشکال کے جواب میں کہا ہے اور وہ اشکال امام رازی کا یہ قول ہے ابلیس کے سچے نہونے اور جھوٹ کہنے اور مکر کرنے سے محفوظ نہونے کو میں نہیں جانتا ہوں مگر دلائل سمعیہ (قرآن وحدیث) سے اور دلائل سمعیہ کی صحت موقوف ہے محمدؐ کی سچائی پر اور محمدؐ کی سچائی موقوف ہے اس بات پر کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے معجزہ ہے شیطان خبیث کی طرف سے نہیں اور اس علم کا (قرآن اللہ کی طرف سے معجزہ ہے شیطان کی طرف سے نہیں ہے سو علم کا) حاصل ہونا موقوف ہے اُس علم کے حاصل ہونے پر کہ جبرئیل سچے اور شیاطین کے افعال اور مکر سے پاک ہیں۔اور اِس سے دور لازم آتا ہے اور یہ مقام سخت ہے انتہیٰ اِس اشکال کے جواب میں نیشا پوری کا یہ قول ہے کہ میں نے کئی بار ذکر کیا ہے معجزہ اور سحر میں فرق یہ ہے کہ صاحبِ معجزہ بلاتا ہے خیر کی طرف اور صاحبِ سحر بلاتا ہے شر کی طرف اور فرشتہ وشیطان کے درمیان فرق یہ ہے کہ فرشتہ خیر کا الہام کرتا ہے اور شیطان شر کا الہام کرتا ہے جب یہ بات ہے تو معجزہ سحر کے مشابہ اور جبرئیل ابلیس کے مشابہ کیونکر ہوگئے اور دور کیسے لازم آگیا انتہیٰ یہ نقل تفسیر مذکور میں اللہ تعالیٰ کے قول **اتیٰ امر اللّٰہ فلا تستعجلوہ** (آیا حکم اللہ کا پس اس کی جلدی نہ مچاؤ) کے تحت مذکور ہے پس دیکھ اے منصف کہ امام رازی کے وارد کردہ اشکال کے تنگ و دشوار مقام سے خلاصی خیر سے حاصل ہوئی جو تمام اخلاق محمودہ کا جامع نام ہے اور شر سے حاصل ہوئی جو سراپا اخلاق مذمومہ ہے جب اس طرح ثابت ہو چکا تو جو شخص کہ موصوف ہو وہ اور اُس کی قوم پیغمبروں کے مکارم اخلاق سے تو اُس کی سچائی میں کسی منصف کو کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔اور منجملہ اُن دلیلوں کے ہے وہ جو کہا امام ابو محمد نصر ابادی نے اپنی تفسیر کاشف المعانی میں فرمانِ خدا **و اذ اخذ اللّٰہ** الخ (اور جب لیا اللہ نے نبیوں سے عہد کہ جو کچھ میں تم کو دوں کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول جو تصدیق کرتا ہو اُس چیز کی جو تمہارے پاس ہے تو ضرور اُس کو مانو گے اور اُس کی مدد کرو گے) کے تحت کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول **مصدق لما معکم** سے مراد من الاقوال والافعال والاحوال بحکم الکتاب ہے یعنی وہ رسول اپنے اقوال افعال اور احوال میں حکم کتاب کے موافق ہے اگر چہ یہ آیت قرآن میں ہمارے نبیؐ کی تصدیق کیلئے نازل ہوئی ہے لیکن اس کا حکم آپ سے پہلے انبیاءؑ سابقین پر جاری تھا چنانچہ شیخ

ابومنصور ماتریدی نے **مصدق المامعکم** کی تفسیر مصدق لجمیع الانبیاء والمرسلین کی ہے یعنی وہ رسول تمام انبیاء ومرسلین کی تصدیق کرنے والا ہوتا ہے۔ پس کوئی نبیؑ اور کوئی اُمت نہیں ہوتی مگر اس کے موجب اور مقتضا (وہ چیز جس کو وہ واجب کردے اور وہ چیز جو اُس کی چاہی ہوئی ہو) کے موافق عمل کرنے پر مامور ہوتے ہیں اور جب ان کے پاس کوئی مرد صالح اقوال وافعال واحوالِ انبیاء گذشتہ وحالیہ کے موافق ہو کر آئے اور پھر نبوت کا دعویٰ کرے تو اُن پر اُس کا قبول کرنا واجب ہو جاتا ہے پھر اُمت سے جو شخص شک وشبہ کرنے والا ہوتا ہے تو معجزہ طلب کرتا ہے اور جو شخص معجزہ دیکھنے سے پہلے ایمان لاتا ہے تو اس کا ایمان قوی ترین ایمان ہوتا ہے مانند ایمان ابوبکرؓ کے۔ اس لئے کہ اصل چیز امر نبوت کے قبول کرنے میں مدعی کے اخلاق ہیں ولیکن معجزہ کہ متعارض ہوتا ہے اس کا سحر یعنی معجزہ اور سحر دونوں خارق ہونے کی حیثیت سے مشابہت رکھتے ہیں لیکن واقع میں نہیں لہذا جو شخص اخلاق کو نہیں مانتا معجزہ کو سحر سے منسوب کرتا ہے پس نہیں ایمان لاتا ہمیشہ ولیکن اُمت محمدیہ میں جب کوئی ولی موصوف ہوا اخلاق انبیاء سے کمالِ ولایت میں پھر وہ (ولی اپنے دعویٰ خلافت ومہدیت پر) اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے خطاب لائے (یہ کہے کہ مجھے اللہ کا یہ حکم ہو رہا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ فرمایا ہے) اور اپنے حال کی خبر اللہ کے حکم سے دے اس حال میں کہ وہ ممکن ہو اور اس حیثیت سے ہو کہ شریعت اس کو برا نہ سمجھے تو خلق پر واجب ہے کہ اس کو (اس کے دعویٰ کو) قبول کرے اور اُس کی تکذیب جائز نہیں کیونکہ اُس کی زبان پر اس سے پہلے (دعویٰ سے پہلے) شرع کے خلاف کوئی بات ظاہر نہوئی ہوگی اور اُس کا سُکر حالت ہشیاری سے مخلوط اور ہشیاری اُس پر غالب ہوگی سُکرِ محض نہوگا (جذبۂ حق میں محض مست نہوگا) پس اس کی تکذیب انبیاءؑ میں سے کسی ایک کی تکذیب ہوگی کیونکہ اُس کی تکذیب میں اُس کی تکفیر ہوتی ہے اور مومن صالح کی تکفیر ہے جو ایک واضح بات ہے اور اُس کا اللہ کی طرف سے خبر دینا بذریعہ روحِ رسول اللہ ﷺ کے دلیل قطعی ہو جاتا ہے اور دلیل قطعی سے جب دلیل ظنی متعارض ہوتی ہے تو ساقط ہو جاتی ہے کیونکہ جو شخص اس مقام کو پہنچتا ہے تو اللہ پر جھوٹ کا بہتان نہیں باندھتا ہے پس اُس کی ذات واجب التصدیق ہوگی کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کا وجوب نہیں لازم ہوا مگر اُن ہی محمودہ خصال کی وجہ سے جو انبیاء سلف کے خصال کے موافق ہیں پس محمودہ خصلت وجوبِ تصدیق کی علت ہوگی اور وہ یعنی محمودہ خصلت اس ولی (مدعی مہدیت) میں موجود ہے پس تصدیق کے واجب ہونے کا حکم اُس کے اوپر دور کرے گا (مدعی مہدیت) کی تصدیق واجب ہوگی اور یہ امر جو مذکور ہوا فقہ حنفیہ کے اصول میں سے ہے یہاں تک ہے کلام امام ابومحمد نصر آبادی کا۔ پس غور کر اے بھائی کہ اس بیانِ شافی وکافی کے بعد کسی منصف کے لئے حدیث احاد سے تمسک کر کے اُس شخص کے دعویٰ کو رد کرنے کا شبہ کس طرح باقی رہ سکتا ہے جس کا دعویٰ اُس چیز سے ثابت ہوا ہے جس سے کہ انبیاءؑ کا دعویٰ ثابت ہوا یعنی اخلاق نیک اور خصلتہائے پسندیدہ سے اور منجملہ اُن دلیلوں کے یہ ہے کہ بخاری میں

ذکر کیا گیا ہے خدیجہؓ کا قول جو پیغمبر ﷺ سے کہا پیغمبر ﷺ کے اس قول کے بعد کے مجھ کو کمبل اڑا دو مجھ کو کمبل اڑا دو کہ میں اپنی ذات پر ڈرتا ہوں۔اس کے جواب میں خدیجہؓ نے کہا اللہ کی قسم کہ اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا آپ صلہ رحمی کرتے ہیں آپ مشقت اٹھاتے ہیں اور ایسی چیزیں حاصل کرتے ہیں جو دوسرے نہیں پا سکتے اور مہمان کی مہمانداری کرتے ہیں اور مصیبتوں میں حق کی مدد فرماتے ہیں پس دیکھا ئے منصف کہ خدیجہؓ نے پیغمبر علیہ السلام کی ذات سے اخلاق مذکورہ کی وجہ سے شیطان کے زحمت دینے کی کس طرح نفی کی ہے۔کرمانی شارح بخاری نے کہا کہ خدیجہؓ کے کلام کا معنی یہ ہے کہ نیک خصلتیں بدی سے بچنے کا سبب ہوتی ہیں اور اخلاقِ بزرگ مکروہات کو دفع کرنے کا ذریعہ ہیں اور اخلاق ہی حق و باطل میں فرق کرنے والے ہیں اور تمام صاحبانِ بصیرت نے یہی راہ اختیار کی ہے پس ہمارے لئے بھی ان کی راہ پر چلنا ضروری ہے اور منجملہ ان دلیلوں کے ہے جو کہا امام ابو حامد محمد غزالیؒ نے مختصر الاحیا میں نبوت کے پیغمبرؐ کے اخلاق و آداب کے گننے کے بعد۔اور تحقیق کہ وہ تمام اخلاق جو مذکور ہوئے کسی جھوٹے کے لئے متصور نہیں ہو سکتے اور نہ ان اخلاق کو چھپایا جا سکتا ہے بلکہ پیغمبرؐ کے خصائل محمودہ و احوال پسندیدہ پیغمبرؐ کی سچائی کے گواہ ہیں یہاں تک کہ ایک نادان اعرابی نے آپ کو دیکھا تو بے ساختہ کہہ دیا کہ خدا کی قسم یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے اور اگر پیغمبرؐ میں ان امور ظاہری کے سوائے امور باطنی نہ بھی ہوتے تو امور ظاہرہ ہی پیغمبر کی تصدیق کیلئے کافی تھے انتہیٰ اور منجملہ ان دلیلوں کے ہے وہ چیز جس کو امام غزالیؒ نے اپنی کتاب غایت العلوم میں کہا ہے کہ اگر کسی شخص معین کے نبی ہونے یا نہونے میں شک ہو تو تجھ کو یقین حاصل نہوگا مگر اُس کے احوال کی معرفت کی وجہ سے یا اپنی آنکھوں سے احوال کو دیکھنے سے یا پے در پے احوال کی روایت سے اور راویوں سے احوال سننے سے پس تحقیق کہ تو جب جان لے گا علم طب اور علم فقہ کو تو تیرے لئے فقہاء اور اطباء کو جاننا ممکن ہوگا اُن کے احوال کو دیکھنے سے اور اُن کے اقوال کو سننے سے پس اگر تو فقہا اور اطبا کا احوال اپنے آنکھوں سے مشاہدہ نہ کیا ہو تو بھی امام شافعیؒ کے فقیہ ہونے اور جالینوس کے طبیب ہونے کی معرفت سے عاجز نہ ہوگا بسبب اُن کی ماہیت کی معرفت کے نہ کہ غیر کی تقلید کی وجہ سے بلکہ تو علم فقہ وطب کو کسی قدر سیکھتا ہے اور اُن دونوں کی کتابوں اور تصانیف کا مطالعہ کرتا ہے پس تجھ کو حاصل ہوتا ہے ان دونوں کے احوال کا علم ضروری کہ وہ فقیہ ہیں اور یہ طبیب ہیں پس اسی طرح جب نبوت کے معنی کو جان لیا تو قرآن اور احادیث کے معانی پر غور کرے گا تو تجھ کو یہ علم ضروری حاصل ہو جائے گا کہ پیغمبرؐ درجات نبوت میں بلند تر درجہ رکھنے والے ہیں اور تو اپنے اِس علم ضروری کو مضبوط کر اُن چیزوں کے تجربہ سے جن کو پیغمبرؐ نے عبادات اور اُن کی تاثیر اور دل کی صفائی کے متعلق فرمایا ہے کیا خوب فرمایا پیغمبرؐ نے کہ جو شخص اپنے علم کے موافق عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ علم عطا کرتا ہے جس کو وہ نہیں جانتا (علم باطن) اور پیغمبرؐ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ جس نے ظالم کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ اسی ظالم کو اُس پر مقرر کر دیتا ہے اور پیغمبرؐ نے کیا

خوب فرمایا ہے کہ جس نے صبح کی اور اُس کے مقاصد کا مقصد ایک ہی (خدا کا دیدار) ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کو دنیا اور آخرت کے ارادوں سے بے فکر کر دیتا ہے اور پیغمبرؑ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ جس نے چالیس دن خدا کی خالص عبادت کی تو اُس کی زبان پر اس کے دل سے حکمت کے چشمے جاری ہو جائیں گے پس جب تجھ کو ہزار، دو ہزار اور ہزاروں اشخاص میں قول پیغمبرؑ کے ظہور کا تجربہ ہوگا تو تجھ کو حاصل ہو گیا علم ضروری اس میں تجھ کو شک نہ ہوگا پس تو اِس طریق سے ثبوت نبوت کا یقین حاصل کر نہ کہ عصائے موسیٰؑ کے اژدھا بننے اور چاند کے دو ٹکڑے ہونے سے اس لئے کہ جب تو محض عصا کے اژدھا بننے کو دیکھے اور ان بے شمار قرینوں کو جن کا شمار نہیں ہوسکتا اس کے ساتھ پیش نظر نہ رکھے تو بہت ممکن ہے کہ گمان کرے تو کہ وہ سحر ہے اور خیال ہے اور منجانب اللہ گمراہی ہے اس لئے کہ۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔ اور یہ جو کچھ مذکور ہوا علمی قوتوں کا احوال تھا ولیکن ذوق مثلاً آنکھوں سے دیکھنا اور ہاتھ سے پکڑنا ہے سو یہ بات طریق صوفیہ میں نصیب ہوتی ہے پس نبوت کی غرض کیلئے کافی ہے وہ غرض جس کا میں نے اب ارادہ کیا تھا یہاں تک ہے امام غزالیؒ کا کلام۔ پس جان اے منصف کہ مہدیؑ کی معرفت مہدیؑ کے احوال اقوال اور تاثیرات کی معرفت سے ہوتی ہے پس بہت سے صاحبِ جاہ وتکبر ظالموں نے جو لوگوں کا خون کھاتے تھے مہدیؑ کی ایک یا دو روزہ اثر صحبت سے اپنی تمام برائیوں سے رجوع کر لی اور اپنے تمام مال کو خدا کی راہ میں لٹا دیا فقر وفاقہ اور قناعت اختیار کی اور بہت سے چور رہزنی کرنے والوں اور دیواروں میں نقب لگانے والوں نے جب آپ سے ایک یا دو روز اُنست اختیار کی تو اپنے تمام افعال مذمومہ سے باز آ گئے ذکر فکر اختیار کر لی اور اشتغال مع اللہ مستغرق ہو گئے اور اُن سے روحانی امراض دور ہو گئے اور اُن میں صوفیہ کے احوال ظاہر ہو گئے یعنی مخلوق سے دور ہونا (خالق کے نزدیک ہونا) تنہا رہنا فقر وفاقہ اور شب بیداری اختیار کرنا تھوڑی چیز پر قناعت کرنا مصائب اور شداید میں صبر کرنا خدا کے ذکر کے لئے عزلت اختیار کرنا سر گریبان میں ڈالے ہوئے ذکر وفکر میں بیٹھے رہنا یہ تمام تاثیرات تابعان مہدیؑ بلکہ تابع تابعان مہدیؑ میں موجود تھے میں نے تاثیرات صحبتِ مہدیؑ کو ہزار، دو ہزار اور کئی ہزار اشخاص میں آزمایا ہے **پس اے منصف اگر تجھ کو اخلاق مذکورہ سے مہدیؑ کی تصدیق کا یقین حاصل نہوا تو نبیؐ کے اخلاق سے نبیؐ کی نبوت کا یقین آپ کے زمانہ کے عاقلوں کو کیونکر حاصل ہوا** ہمیشہ دعوت الی اللہ میں امام مہدیِ موعودؑ کا حال کہ خدا اُس حال سے راضی ہو گیا ایسا رہا کہ آپ نہایت فصیح زبان سے بلا رعب احدے دعوت الی اللہ فرماتے رہے آپ کی طرف کامل شوق اور جذبات کے ساتھ ہر ایک کا میلان خاطر رہا اور نہیں تھا حال آپ کا مگر تجلیات ومشاہدات میں <u>مست مکالمات و معائنات کے سمندر میں مستغرق اپنے تمام حالات میں اللہ تعالیٰ</u> کی ذات میں فانی اور اللہ کے ساتھ باقی رہنے والے اور آپ کی ہر بات اللہ کے حکم سے تھی اور آپ کا ہر کلام آیات کلام اللہ میں سے ایک آیت تھا یہاں تک کہ اگر ہم فرض کریں کہ

آپ کی ذات انبیاء صفات کا ظہور انبیاء کے دعوئے نبوت کے زمانوں میں ہوتا تو آپ کی (**امام مہدیِ موعودؑ خلیفۃ اللہ کی ذات**) **نبوت کو قبول کرنا اُن دلائل سے لازم آتا جن کا ذکر میں نے کیا ہے تو پھر آپ کے دعوئے مہدیت کو کس طرح جھٹلایا جا سکتا ہے** اور احادِ وظنیہ سے اُس کا معارضہ کیونکر کیا جا سکتا ہے جس کا ظہور نبیؐ کے ظہور کے مطابق ہے جو بخاری میں ہرقل کے سوالوں پر سے ابوسفیان کے جوابوں میں مذکور ہے (نبیؐ و مہدیؑ کی مطابقت ایسی ہی ہے) جیسا کہ نعل نعل کے ساتھ اور تیر تیر کے ساتھ مطابق ہوتی ہے۔ اور نبیؐ کا حال ورقہ بن نوفل نے بی بی خدیجہؓ سے دریافت کیا اِس کے جواب میں ورقہ بن نوفل نے کہا کہ کاش میں زندہ رہتا اور تجھے تیری قوم نکالتی تو رسول علیہ السلام نے فرمایا کیا وہ مجھے نکالنے والے ہیں تو ورقہ بن نوفل نے کہا ہاں تو جس چیز کو لایا ہے اُس چیز کے مثل کوئی مرد نہیں لایا مگر اُس سے عداوت رکھی گئی اگر تیرا[1] دن مجھے پائے تو میں تیری قومی مدد کروں گا اور ہم نے مہدیؑ کے صحابہؓ کے احوال کو بھی موافق پایا ہے اُن باتوں کے جن کا ذکر قرآن شریف میں کیا گیا ہے۔ اے میرے بھائی جب تو غور کرے گا۔ **وعباد الرحمن الأیة** (اور اللہ کے بندے جو چلتے ہیں زمین پر آہستگی سے) میں تو تو مہدیؑ کے صحابہؓ کو انہی اللہ کے بندوں میں پائے گا اور جب تو پڑھے گا ان المسلمین والمسلمات کی آیت تو ان ہی کو مسلمین اور مسلمات پہچانے گا اور جب تو **قد افلح المؤمنون** کے سورہ کا مطالعہ کرے گا تو جان لے گا کہ فلاح پانے والے مومن یہی ہیں اور جب تو **الا المصلین الذین هم علٰی صلوٰتهم دائمون** (مگر وہ نمازی جو اپنی نماز پر ہمیشہ قایم ہیں) کی آیت کی آرزو کرے گا تو تو اُن کو ہمیشہ اپنی نماز میں قایم رہنے والے پائے گا اور جب تو **واسجدا و بکیّا** (گر پڑتے تھے سجدہ کرتے اور روتے ہوے) کی آیت میں فکر کرے گا تو یقین کرے گا کہ یہی ہیں سجدہ کرنے والے سجدہ میں زاری کرنے والے یہ سارے اوصاف قومِ مہدیؑ کو مہدیؑ کی صحبت اور مہدیؑ کی تصدیق کی برکت سے حاصل ہوے پس یہ لوگ زندہ ہو گئے بعد اس کے کہ تھے مردہ پس کون شخص ہے مہدیؑ سے بڑھا ہوا فیض دینے میں اور کون ہے مہدیؑ سے زیادہ صادق القول اور بڑا حاذق طب میں اور کونسا طبیب مہدیؑ سے زیادہ محکم ہے روحانی امراض کا معالجہ کرنے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف بلاے اور عمل صالح کرے (ترکِ دنیا کرے) اور کہے کہ میں فرمانبردار بندوں میں ہوں۔ اور میں نے حجتوں کے لانے میں اس لئے طوالت کی کہ منصف جان لے کہ جب مہدیؑ کا مہدیؑ ہونا اُس چیز سے ثابت ہو گیا جس سے کہ انبیاءؑ کا انبیاءؑ ہونا ثابت ہے تو منصف کو

---

[1] اگر تیرا دن مجھے پاوے یعنی اگر میں تیرے دعوئے نبوت کے دن میں زندہ رہوں جس طرح ورقہ بن نوفل اور دوسرے حضرات نے رسولؐ کی نبوت کے متعلق پیشین گوئی فرمائی ہے اسی طرح اصحابِ مہدی موعودؑ نے بھی حضرتؑ سے عرض کی ہے کہ ہم کو منجانب اللہ معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کی ذات مہدی موعودؑ ہے لہذا آپ دعوئے مہدیت فرمائے (ملاحظہ ہو سیرت امامؑ مطبوعہ)۔

تصدیقِ مہدیؑ سے منع نہیں کرے گی وہ چیز جو احادظنیہ کے شبہات سے اس کے دل میں گھومتی ہے اور بغیر کسی حجت کے طلب کرنے کے مہدیؑ کے اقوال کی تقلید منصف پر واجب ہو جائے گی پھر اے بھائی جان کہ مہدیؑ نے اپنے اور اپنی قوم کے حق میں بہت سی آیتوں کا دعویٰ فرمایا ہے (اللہ کے حکم سے فرمایا ہے کہ یہ آیتیں میرے اور میری قوم کے حق میں ہیں) منجملہ اُن آیتوں کے اللہ کا فرمان ۔ومــن ذریتــی ۔ ہے ابراہیمؑ نے فرمایا مجھے امام بنا اور میرذ رّیت میں سے امام بنا۔اور ابراہیمؑ کی ذرّیت میں سے امام مہدیؑ ہیں جس کو مہدیؑ کی روایت سے قاضی علاء الدین عالم دانشمند دکھنی نے منقول فرمایا ہے اور منجملہ ان آیتوں کے اللہ کا فرمان افـمن کان علٰی بینة الخ ہے (کیا پس وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے حجت پر ہو اور پیچھے آتا ہے اُس کے گواہی دینے والا) ہے اور منجملہ اُن آیتوں کے اللہ کا فرمان قـل هٰـذه سبيلـی الخ ہے (کہد وائے محمدؐ یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں مخلوق کو اللہ کی طرف بینائی پر میں اور میرا تابع) یہ دونوں آیتیں ایسی ہیں کہ مہدیؑ کے حق میں دونوں آیتیں ہونے کی سماع پر اصحابِ مہدیؑ نے اجماع کیا ہے اور منجملہ اُن آیتوں کے اللہ کا فرمان فسـوف یـاتـی اللّٰه الخ (تو اللہ ایسی قوم موجود کردے گا کہ اُس قوم کو اللہ دوست رکھتا ہوگا اور وہ قوم اللہ کو دوست رکھتی ہوگی) اور منجملہ اُن آیتوں کے اللہ کا فرمان ۔واٰخـرین منهم الخ ہے (اور بھیجا آخرین میں انہی میں سے جو نہیں ملے اُمیین سے) اور منجملہ ان آیتوں کے اللہ کا فرمان ۔ومـاتـفرق الذین الخ ہے (اور اختلاف نہیں کیا اُن لوگوں نے جن کو کتاب دیگئی مگر بعد اس کے کہ آیا ان کے پاس خلیفۃ اللہ) اور منجملہ اُن آیتوں کے اللہ کا فرمان ۔یـٰایها النبی الخ ہے (اے نبیؐ کافی ہے اللہ تیرے لئے اور اُن کے لئے بھی کافی ہے جو تیرا تابع مومنین سے) اور منجملہ اُن آیتوں کے اللہ کا فرمان ۔ پھر بیشک ہم پر ہے قرآن کا بیان یعنی مہدیؑ کی زبان سے۔اور منجملہ اُن آیتوں کے اللہ کا فرمان ۔ثـم اورثـنـا الکتٰب الخ ہے پھر ہم نے وارث بنایا کتاب کا اُن لوگوں کو جنھیں ہم نے منتخب کرلیا اپنے بندوں میں سے) اور منجملہ ان آیتوں کے اللہ کا فرمان ۔اسـلـمـت وجهی الخ ہے (میں تو اپنے کو متوجہ کر چکا ہوں اللہ کی طرف اور وہ بھی متوجہ کردے گا اپنے کو اللہ کی طرف جو میری پیروی کرنے والا ہے)۔اور ان آیتوں کی روایت مہدیؑ سے مہدیؑ کے حق میں ہونے کے متعلق حدتواتر کو پہنچ چکی ہیں۔اور منجملہ اُن آیتوں کے اللہ کا فرمان وان تتــولـــوا الخ ہے (اور اگر تم روگردانی کروگے تو اللہ تمہارے بدلے لائے گا ایک قوم کو تمہارے سوائے) اور منجملہ اُن آیتوں کے اللہ کا فرمان ۔فـقد وکلنا الخ ہے (تو ہم نے مقرر کیا ہے اُن پر ایک قوم کو جو انکار کرنے والی نہیں ہے) اور منجملہ اُن آیتوں کے اللہ کا فرمان وقـلـیـل مـن الاٰخرین ہے (اور تھوڑے آخرین میں سے) اور منجملہ اُن آیتوں کے وثـلة من الاٰخرین ہے (اور ایک جماعت ہے آخرین میں سے) ان آیتوں کی روایتیں اگر چیکہ حدتواتر کو نہیں پہنچی ہیں لیکن یہ روایتیں بمنزلہ احادیث مشہورہ کے ہیں۔اور منجملہ اُن آیتوں کے اللہ کا فرمان ثـم فصلت الخ ہے (پھر تفصیل سے بیان کی جائیں گی

حکمت والے باخبر اللہ کی طرف سے) یعنی قرآن کی آیتیں مضبوط کی گئی ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے پھر تفصیل سے بیان کی جائیں گی قرآن کی آیتیں مہدیِ موعودؑ کی زبان سے یہ نقل صرف قاضی علاء الدین کی روایت سے ہے۔ اور منجملہ اُن آیتوں کے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ۔ پیدا کیا انسان کو اور تعلیم دی اس کو قرآن کے بیان کی۔ یعنی رحمٰن نے محمد ؐ کو قرآن کی تعلیم دی اور پیدا کی انسان یعنی مہدیؑ کو اور تعلیم دی اس کو بیانِ قرآن کی۔ البیان میں الف ولام مضاف الیہ کے عوض میں ہے اس آیت کی تفسیر اس طریقہ پر مہدیؑ کے بعض اصحاب میں مروی ہے لیکن کسی معین راوی سے اس کی روایت کا علم نہیں ہے اور میں نے بعض آیتوں کے نقل کر دینے پر اختصار کیا اور زیادہ طوالت کے خوف سے اس کے معنی چھوڑ دیئے۔

قول چہارم:۔ احادیث صحیحہ اور روایات صریحہ سے ثابت ہوا ہے کہ قمیص کا پہننا مصطفےٰ ﷺ کو محبوب تھا اور پگڑی کی دُم (پلّو) چھوڑنا بھی آں سرورؐ کا عمل رہا ہے اور اسلاف نے فرمایا ہے کہ عادت حسنہ اور زیادہ ہے پس یہ بات حضرت مہدیؑ کی پیروی کرنے والوں سے ظاہر نہیں ہوتی **بلکہ یہ حضرات (صحابہ مُہدیؑ) قمیص پہننے والوں اور پگڑی کی دم (پلو) چھوڑنے والوں پر ہنستے ہیں** اور اس امر کو دوست نہیں رکھتے ہیں باوجود اس کے کہ یہ بات ثابت ہے کہ مہدیؑ اور آپ کے صحابہؓ مصطفےٰ ﷺ کی ظاہری اور باطنی پیروی میں تمام لوگوں سے زیادہ راسخ ہیں اور نیز حضرت مہدیؑ کے صحابہؓ تہ بند اور پاجامہ کو حد سنت سے باہر پہنتے ہیں اور کپڑوں میں بھی جامۂ سنت نہیں پہنتے اور لال پیلے لباس کے پہننے سے احتراز کرنے میں بھی کوشش نہیں کرتے اور سنت یہ ہے کہ قمیص اور ازار نصف ساق (پنڈلی) تک رہے اگر اس سے بڑھ جائے تو چاہیئے کہ ٹخنوں کو نہ ڈھانپے اور جب ٹخنے چھپ جائیں تو جامہ حد سنت سے باہر ہو جاتا ہے۔ یہ بات ثابت ہے کہ تقویٰ والا انسان زیادہ احتیاط پر عمل کرتا ہے اور نیز یہ بات ثابت ہے کہ کم درجہ کا لباس مصطفےٰ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب باصفات کا محبوب تھا اور ان کا دل اعلیٰ درجہ کے لباس اور تو انگروں کے لباس کی طرف کم مائل ہوتا تھا اور اُن کی زبان حقایق بیان مسکینوں کے لباس کی تعریف کرتی تھی پس چاہیئے کہ اس گروہ ناجیہ (گروہ مہدویہ) **کے مقتدیٰ بھی مسکینوں کے لباس میں رہیں سلطنت کے لباس میں نہ رہیں اور خود کو مسکینوں کے مشابہ رکھیں تو انگروں اور بادشاہوں کے لباس میں نہ رہیں۔**

جواب قول چہارم:۔ پس جان اے منصف کہ پگڑی کی دُم (پلّو) کے چھوڑنے کے متعلق نبیؐ کی کوئی حدیث اور صحابہؓ کی کوئی روایت نہیں آئی ہے اگر پگڑی کی دُم (پلّو) چھوڑنے کی مشابہت اللہ سے نزدیکی پیدا کرنے والی چیزوں میں سے ہوتی تو رسول ﷺ پلو چھوڑنے کا حکم دیتے اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے عربوں کو شہر کا لباس پہننے کا حکم نہیں فرمایا اور جو خطوط آپ نے شہروں کو لکھے اُن خطوط میں لباس کو بدلنے اور پگڑی کا پلو چھوڑنے کے متعلق کچھ بھی تحریر نہیں فرمایا جیسے کہ معاملات کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ اگر عادتی لباس کا بدل دینا رسول علیہ السلام کو محبوب ہوتا تو ضرور بدلنے کا حکم فرماتے جیسا

کہ برے القاب اور تشبہ بالجبائر (سر کو پٹی باندھنے کے مشابہ پگڑی باندھنے) کو بدلنے کا حکم فرمایا جیسا کہ ابو قحافہ کے حق میں جب وہ مسلمان ہوے مروی ہے اور ابو قحافہ ایک بڑے شخص تھے پس معلوم ہوا کہ دستار کی دُم (پلّو) چھوڑنا جیسا کہ جاری ہوئی عادت آنحضرت علیہ السلام کے اہل زمانہ کی آپ کے شہر میں پس بدلنا بدلدینا ہے پس ؎۱ اسی وجہ سے مہدیؑ سے یہ چیز ظاہر نہیں ہوئی اگر چیکہ ایک دفعہ ہوا اور لیکن قمیص کا پہننا اُن چیزوں میں سے ہے جس میں کوئی نزاع نہیں مہدیؑ اور آپ کے صحابہؓ نے کئی دفعہ بغیر اختیار کے قمیص پہنا ہے اور ہمارے زمانہ میں مہدیؑ کا قمیص آپ کے اہل وعیال کے پاس موجود ہے اور مولف نے اپنی آنکھ سے وہ قمیص دیکھا ہے جو لوگ قمیص پہننے پر ہنستے ہیں وہ اپنی نفس کی طرف سے ہنستے ہیں پس یہ لوگ گمراہ اور بدعتی ہیں لیکن یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ قمیص کا پہننا جو نبی علیہ السلام کے زمانہ میں تھا وہ آپ کے صحابہؓ سے مختص نہیں تھا بلکہ اس میں مومنین مسلمین اور مشرکین سب شریک تھے اور اگر کوئی لباس صلاح وفلاح کے لئے مخصوص ہوتا تو نبی علیہ السلام کے صحابہؓ اس کو ضرور اختیار کرتے اسلام سے پہلے مشرکین جو لباس پہنتے تھے اس سے اعراض کرتے پس معلوم ہوا کہ ہر زمانہ اور مقام کے لوگوں کا لباس وہی لباس ہوتا ہے جو اُس زمانہ کے لوگ عادتی طور پر پہنتے ہیں اگر لباس کے بدلنے میں فضیلت اور اللہ کی نزدیکی ہوتی تو مہدیؑ سب سے زیادہ اُس کے مستحق ہوتے اور مہدیؑ کا لباس اُس زمانہ کے لوگوں کا لباس تھا جن کے شہروں میں آپ رہتے تھے گجرات سندہ اور خراسان والوں میں سے کسی کو آپ نے لباس بدلنے کا حکم نہیں فرمایا خواہ وہ شخص سپاہی ہو یا صوفی عالم ہو یا امی آپ نے اُن لوگوں کو اپنے لباس پر چھوڑ دیا اور ان کو ذکر وفکر میں مشغول رہنے کا حکم فرمایا اگر کسی خاص لباس کی مشابہت اللہ سے نزدیکی پیدا کرنے والی چیزوں میں سے ہوتی تو مہدیؑ اسی لباس سے مشابہت پیدا کرتے اور اپنی قوم کو اس کا حکم دیتے اگر کوئی شخص اُس لباس کو نیت صادقہ سے اختیار کرے تو جائز ہے لیکن ہمارے زمانہ میں اُس لباس کا ترک کردینا بہتر ہے کیونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ جو خاص لباس سے مشابہت رکھتے ہیں بلکہ یہ سب لوگ دنیا کے مرید ہیں اور لباس کو دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے ہیں اور اس لباس کے ذریعہ سے لوگوں کے سامنے ریا کاری کرتے ہیں پس یہ لوگ اس صورت میں ان کی نظروں میں ذلیل ہیں۔ لوگوں کے احوال کے بدلنے سے جواز میں بھی تغیر ہوجاتا ہے۔ کیا تم

؎۱ پس اسی وجہ سے یہ چیز ظاہر نہیں ہوئی اگر چیکہ ایک دفعہ ہو یعنی پگڑی کی دُم (پلّو) چھوڑنا آنحضرت کی سنت نہ تھی بلکہ اہل زمانہ کی عادت تھی اسی وجہ سے حضرت مہدیؑ نے ایک بار بھی پگڑی کی دُم (پلّو) نہیں چھوڑا۔

مہدیِ موعودؑ سے مشائخی لباس ودستار کی ممانعت: ۔روایت ہے کہ ایک دن جناب سیدنا مہدی موعودؑ اڈلسہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے محمد تاج مشائخوں کے طریقہ کے خلاف دستار باندھے ہوے آئے۔ حضرتؑ نے فرمایا آج مشائخوں کی عادت کے خلاف پگڑی باندھی ہو۔ عرض کی کل کے روز بیان میں حضرت نے مشائخوں کے طریقہ پر دستار باندھنے سے منع فرمایا تھا اس لئے بنگی ٹیڑھی باندہ لی ہے۔ فرمایا سچ ہے خدائے تعالیٰ اسی سے (بنگی ٹیڑھی پگڑی سے) راضی ہے۔ تاریخ سلیمان (از سوانح مہدیِ موعودؑ حصہ دوم باب ۲)۔

نہیں دیکھتے ہو کہ امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ کالا لباس پہننا جائز نہیں ہے کیونکہ لوگ آپ کے زمانہ میں کالا لباس نہیں پہنتے تھے اور اُس کو عیب شمار کرتے تھے اور ملتفظ الاحیاء میں ہے کہ کالا لباس پہننا سنت نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی فضیلت ہے بلکہ ایک جماعت نے اس لباس کو دیکھنا بھی مکروہ سمجھا ہے، کیونکہ وہ ایک بدعت ہے جو رسول ﷺ کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ کالا لباس پہننا جائز نہیں ہے کیونکہ ہمارے زمانہ میں لوگ کالا لباس پہنتے ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں اور اُس کو بزرگی اور بڑائی سمجھتے ہیں اور کنز الدقایق میں ہے کالا لباس پہننا مندوب ہے اور معمر نے روایت کیا ہے کہا میں نے اے ابوایوب سجستانی کی قمیص دیکھی جو زمین سے اُٹھی ہوئی تھی تو میں نے اُن سے اس کے متعلق پوچھا تو کہا کہ گذشتہ زمانہ میں قمیص کے طوالت میں شہرت تھی اور آج اس کے اٹھانے کی شہرت ہے اسی طرح مقاصدِ حسنہ میں ہے اور مجموعہ روایات میں ذکر کیا گیا ہے کہ جائز ہے امام کے لیئے بیت المال سے گھوڑے اور نوکر چاکر وسیع مکان اور بقدر کفایت اخراجات اور لباس اور اہل وعیال کیلئے اور اپنے خادموں کی بار برداری کا لینا اور نبی علیہ السلام اور خلفاء راشدینؓ کے مؤنت (بیت المال سے اخراجات لینے) کی نظیر نہیں لی جاتی ہے کیونکہ نبی علیہ السلام رعب نبوت سے منصور تھے اور خلفاء راشدینؓ کے زمانہ میں نبوت کا اثر باقی رہنے کی وجہ سے لوگ اُن سے ان کے وقت میں مرعوب رہتے تھے اب ہمارے زمانہ میں حالات اور قلوب بدل گئے ہیں اگر امام تکلیف کی زندگی نہ بسر کرے اور لوگوں میں ایسا رہے جیسا کہ خلفاء راشدینؓ رہتے تھے تو اس کی کوئی اطاعت نہیں کرے گا شریعت کے احکام کی تعمیل نہو سکے گی اب رہا وہ لباس جو نرم و نازک ہوتا ہے تو اس کا پہننا اگر تکبر اور ریا سے الگ ہو کر پہنے تو مباح ہے اور فقیروں کیلئے ایسا لباس فقیری کی اخفا کے لئے مرغوب و محبوب ہے بغیر تکبیر اور ریا کے ایسا لباس صالحین امت، اصحاب نبیؐ اور نبیؐ نے پہنا ہے ایسے لباس کے پہننے پر کتاب وسنت اور اقوال مجتہدین سے دلیلیں ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ خیرات [1] اُن فقیروں کے لئے ہے جو قید کئے گئے ہیں اللہ کی راہ میں اور زمین پر چل نہیں سکتے جاہل اُن کو تو انگر سمجھتے ہیں۔ اگر اُن کا لباس محتاجوں کے جیسا ہوتا تو جاہل لوگ ان کو تو انگر

---

[1] خیرات اُن فقیروں کیلئے ہے جو قید کئے گئے ہیں اللہ کی راہ میں یعنی اپنی ذاتوں کو ایک جگہ اللہ کے مراقبہ میں بیٹھ کر غیر اللہ کی طرف توجہ کرنے سے روکے ہوے ہیں اللہ کو اللہ ہی سے دیکھتے ہیں اللہ کی قضا پر راضی ہیں اللہ کے منشا کے موافق اللہ کی بلا پر صابر ہیں اپنے نفس کے مجاہدہ میں اللہ کے لئے قید ہیں مرنے تک میثاق ازل کے وعدہ کو توڑتے نہیں یعنی غیر اللہ سے روگردان ہونے کی وجہ سے اللہ نے اشارۃً و کنایۃً احصار نفوس کے الفاظ میں ان کا وصف بیان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ زمین پر چل نہیں سکتے یعنی اپنے مقام نشست اور اپنے مراقبہ کو چھوڑ کر حال قوی ہونے اور ذکرِ خدا غالب ہونے اور مرشد کے مشاہدہ میں مشغول ہونے اللہ کی محبت کی شدت ہونے اور اللہ کے عشق کی کثرت ہونے اور اپنے پروردگار پر پکا یقین ہونے کی وجہ سے طلب معاش میں (رزق اور روپے کی طلب میں) اِدھر اُدھر مارے مارے نہیں پھرتے کیونکہ توکل کی صحت رضا کا حسن اور تسلیم کی حقیقت ان پر چھا گئی ہے یہی لوگ اپنے سب کاروبار (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)۔

کیسا سمجھتے۔اور منجملہ اُن دلیلوں کے وہ ہے جو جامع صغیری خانی میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کپڑا ریشم کا نہ ہو اور لوگ اُس کو ریشمی کپڑا سمجھتے ہوں تو ایسا کپڑا چار انگل یا اُس سے کم پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ کے پاس ایک قبا ہدیۃً آئی جس پر ریشم چڑھا ہوا تھا آپ اُس قبا کو جمعہ اور عیدین میں پہنتے تھے اور سراجیہ میں جو ذکر کیا گیا ہے عمدہ کپڑوں کا پہننا مباح ہے وہ اُس صورت میں ہے کہ تکبر نہ کیا ہو جیسا کہ اس کے پہلے کپڑوں کے پہننے سے کوئی تکبر نہیں کیا تھا (ویسا ہی اپنے آپ کو اِس لباس میں بھی سمجھے) اور افضل یہ ہے کہ درمیانی لباس اختیار کرے نہ بہت اچھا ہو اور نہ بہت بُرا ہو منجملہ اُن دلیلوں کے وہ ہے جو روایت کی گئی ہے بستان میں کہ نبیؐ سے مروی ہے کہ آپ نے منع فرمایا دو طرح کی شہرتوں سے ایک تو بہت اعلیٰ درجہ کا لباس پہننے کی شہرت سے منجملہ اُن کے وہ ہے جو روایت کی گئی ہے احیاء العلوم میں آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کو کہ آتے ہو تم میرے پاس اس حال میں کہ تمہارے جسم پر راہبوں کے کپڑے ہیں اور تمہارے دل پھاڑ کھانے والے بھیڑیوں کے دل ہیں تم بادشاہوں کے کپڑے پہنو اور تم اپنے دلوں کو خوف الٰہی سے نرم بنالو۔اور ابن سلمہ نے ابوسعید خدریؓ سے کہا کہ آپؐ نہیں دیکھ رہے ہیں اُس لباس اور اُس کھانے اور پینے کو اور اُس سواری کو جسے لوگوں نے اختیار کر لیا ہے تو ابوسعید خدریؓ نے فرمایا اے میرے بھائی کھا اللہ کے لئے اور پہن اللہ کے لئے ان میں سے جس چیز میں بھی فخر و غرور یا ریا کاری یا شہرت داخل ہوگی تو وہ گناہ ہے۔منجملہ اُن کے وہ ہے جو ذکر کیا گیا ہے قنیہ میں کہ نخعیؒ اپنے گھر سے عمدہ کپڑے پہن کر نکلتے تھے اور آپ کے شاگرد کہا کرتے تھے کہ ہم اُن کی حقیقت حال کو جانتے ہیں ان کے لئے (فقر و فاقہ کی وجہ سے) مردار کا کھانا بھی حلال ہے اور منجملہ اُن کے وہ ہے جو بیان کیا گیا ہے شرح سنت میں روایت سے قتادہ کے انہوں نے کہا میں نے ابوعثمان ہندی سے سنا کہتے تھے ہمارے پاس عمر ابن خطابؓ کا خط آیا اور ہم اس وقت عتبہ بن مرقد کے ساتھ اذربیجان میں تھے اُس خط کا مضمون یہ تھا حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ رسولؐ نے ریشم کے پہننے سے منع فرمایا ہے مگر اس قدر اور اپنی دو انگلیوں یعنی سبابہ اور وسطیٰ سے اشارہ کیا اس حدیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔اور شعبی نے سعید بن علقمہ سے روایت کی ہے کہ عمر ابن خطابؓ نے ایک دن جاثیہ میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم کے پہننے سے منع فرمایا ہے مگر دو انگل یا تین انگل یا چار انگل۔قتادہ نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے ایک انگل یا دو انگل یا تین انگل یا چار انگل کی ریشمی علامتیں لگانے کی رخصت دی ہے حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی اسما کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ اسما نے کسراوی جبّوں کو نکالی ان جبّوں میں ریشم کی نرمی تھی اور اُن کے دونوں کناروں پر ریشمی کورتھی حضرۃ

(بسلسلہ صفحہ گزشتہ) اللہ کے حوالے کرتے ہیں اور اللہ کے وعدہ پر ٹھیرے ہوئے ہیں اللہ کا قول ان ہی پر صادق آتا ہے وہ یہ ہے کہ ان کی بے نیازی کو دیکھ کر جاہل انکو توانگر سمجھتے ہیں الخ (ملاحظہ ہو شفاء المومنین مولفہ حضرت مجتہد گروہ مہدویہ مترجم مطبوعہ وصفحہ ۱۸ و ۱۹۔)

اسمانے فرمایا کہ یہ چادریں عائشہؓ کے پاس تھیں جب آپؐ کا انتقال ہوگیا تو میں نے اس پر قبضہ کرلیا اور نبی علیہ السلام یہ چادریں اوڑھتے تھے پس ہم ان چادروں کو دھوکر ان کا پانی بیماروں کے لئے دیتے ہیں اور بیمار اس سے شفا پاتے ہیں انتہٰی پس دیکھا اے منصف وہ کپڑا جس میں ریشم ملا ہوا ہو وہ کپڑا نرم ہوتا ہے نہ کہ سخت اور اُس کو نبیؐ نے اوڑھا اور اپنے اصحابؓ کے لئے اس کی رخصت دی ہے، پس ہم میں اُن سے زیادہ متقی اور پرہیزگار کون ہے منجملہ اُن کے وہ ہے جو تاتارخانیہ میں ذکر کیا گیا ہے جو ذخیرہ سے لیا گیا ہے مجمع النوازل میں لکھا ہے کہ دنیوی زینت اور عمل کے متعلق ایک صحابیؓ سے سوال کیا گیا تو کہا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ کے اوپر ایک ہزار درہم کی قیمتی چادر تھی اور کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو ریشمی چادر اوڑھے رہتے اس کی قیمت چار ہزار درہم تھی اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک صحابیؓ ایک دن آئے اور وہ چادر اوڑھے تھے ریشم کی پس نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کوئی نعمت عطا کرے تو اللہ اس بات کو محبوب رکھتا ہے کہ اپنی نعمت کے آثار کو اُس بندے پر دیکھے اور امام اعظمؒ ایسی چادر اوڑھتے تھے جس کی قیمت چار سو دینار تھی اور اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ جب تم لوگ اپنے اپنے وطن کو واپس جاؤ تو عمدہ کپڑے پہنا کرو اور خساست سے بچو کیونکہ لوگ تم کو مہربانی کی نظر سے دیکھیں گے پس امام اعظمؒ اپنے زہد وتقویٰ کے باوجود اپنے شاگردوں کو ایسی وصیت کرتے تھے اور منجملہ ان کے وہ ہے جو مضمرات میں ذکر کیا گیا ہے کہ کپڑے کا تانا ریشم ہو اور بانا ریشم نہو تو علماء کے درمیان بغیر کسی اختلاف کے ایسے کپڑے کے پہننے میں کوئی ہرج نہیں ہے کہا گیا ہے کہ یہ اُس صورت میں ہے جبکہ تانا بانے پر غالب ہو اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ایسا نہیں بلکہ ہر حالت میں بانے کا ہی اعتبار ہے اور یہی صحیح ہے اور اسی مسلک پر عام مشائخین ہیں اور منجملہ اُس کے وہ ہے جو بستان فقیہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ ریشمی کپڑا پہننا مردوں اور عورتوں سب کے لئے جائز ہے کیونکہ صحابہؓ پہنا کرتے تھے اور رسالۂ مولانا جمال الدین منہاج میں مذکور ہے کہ ریشمی کپڑے پہننا بالاتفاق مکروہ ہے ہاں اگر نصف روز سے کم وقت میں پہن لے تو جائز ہے اور منجملہ اس کے وہ ہے جو ہدایہ میں ذکر کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ریشم سے لپٹے ہوئے جبہ کو پہنتے تھے اور منجملہ اُس کے وہ ہے جو فتاویٰ میں مذکور ہے کہ دثار [1] کے اوپر ریشمی کپڑے کا پہننا مکروہ نہیں ہے۔ اور یہ کہ حکایت کی گئی ہے بعض مشائخین سے کہ اُس نے ایسا ہی کیا ہے اور دوسرا مسئلہ بھی اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کا ذکر خانیہ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا خدا کی قسم کھا کر میں کہتا ہوں کہ تیرے کاتے ہوئے کپڑے کا لباس نہیں پہنوں گا اور اس نے ازار پہن لی تو اُس کی قسم ٹوٹ جائے گی اگر ہوں اس پر

---

[1] دثار وہ کپڑا جو دوسرے کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے جیسے چغہ یا چادر وغیرہ اور جو کپڑا بدن سے متصل رہتا ہے اُس کو شعار کہتے ہیں (از لغات کشوری)۔

کپڑے اور سراویل کو پہن لیا کپڑوں کے اوپر تو اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی اور منجملہ اس کے وہ ہے جو قنیہ میں مذکور ہے کہ دثار پر ریشمی کپڑے کا پہننا ابوحنیفہؒ کے پاس اس لئے مکروہ نہیں ہے کہ انہوں نے ریشمی کپڑے کی حرمت کا اعتبار اس صورت میں کیا ہے جبکہ وہ بدن سے بظاہر متصل ہو اور امام ابو یوسفؒ نے معنیٰ لبس کا اعتبار کیا ہے اور کہا کہ ابوحنیفہؒ کے پاس ریشمی کپڑا جب جسم سے متصل نہ ہو تو پہننا مکروہ نہیں ہے حتیٰ کہ اگر روئی سے کاتی ہوئی قمیص کے اوپر پہنے گا یا اُس کے مثل کسی اور کپڑے کے اوپر پہنے گا تو مکروہ نہ ہوگا پس کیسا مکروہ ہوگا جبکہ قبا کے اوپر پہنے یا کسی زائد چیز کے اوپر پہنے یا ریشمی کپڑے کا جبّہ ہو جس کا بتانا ریشمی نہ ہو تو کہا اس میں بڑی اجازت ہے ایسے مقام میں جہاں بلوہ بہت ہو لیکن میں نے یہ قول ابوحنیفہؒ کی بہت سی کتابوں میں تلاش کیا سوائے اس ایک قول کے دوسرا کوئی قول نہیں پایا اور منجملہ اس کے وہ ہے جو عوارف کے باب ۴۴ میں ذکر کیا گیا ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض صالحین غیر پیوند کا لباس جو فقیرانہ نہیں ہوتا بتکلف پہنتے ہیں اور ایسا لباس پہننے سے اُن کی نیت جمال باطنی کو چھپانا ہے یا جیسا چاہیئے واجبات کی عدم ادائی کے خوف سے بھی پہنتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ حضرت حفص حدادؒ نرم کپڑے علم و نیت کے ساتھ پہنتے تھے جو اللہ تعالیٰ آپ کی نیت کی صحت کا القا فرماتا تھا اور اسی طرح بزرگانِ صادقین بھی نرم کپڑے خاص نیت سے پہنتے ہیں اور ان پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا اور ہمارے شیخ نجیب الدین سہروردیؒ کسی خاص لباس کے پابند نہیں تھے بلکہ دستار کبھی دس دینار کی قیمت کی اور کبھی دستار ایک دانگ کی قیمت کی پہنتے تھے اور حضرت شیخ ابومسعودؒ کا حال تو یہ تھا کہ آپ اپنے کو اللہ کے حوالے کر کے ترک اختیار کر چکے تھے کبھی کبھی نرم کپڑے آپ کے پاس لائے جاتے تو پہن لیتے تھے آپ سے کہا جاتا تھا کہ بعض لوگ آپ کے لباس کو دیکھ کر آپ سے اِنکار کرتے ہیں تو آپ فرماتے تھے کہ میرے پاس آنے والوں میں تم نہیں پاؤ گے مگر دو قسم کے آدمیوں میں سے کسی ایک قسم کے آدمی کو ایک وہ آدمی ہے جو ہمارا طالب بنتا ہے ظاہر حکم شرع کے ساتھ تو ہم اُس کو کہتے ہیں کہ دیکھو کیا ہمارے کپڑے ایسے ہیں کہ جس کو شرع مکروہ سمجھتی ہے یا حرام جانتی ہے تو وہ شخص کہتا ہے کہ نہیں اور ایک آدمی وہ آتا ہے جو اصحابِ عزیمت کے حقایق کو ہم میں تلاش کرتا ہے تو ہم ایسے آدمی سے کہتے ہیں کہ کیا تم ہمارے لباس میں کوئی اختیار دیکھتے ہو اور کیا ہماری خواہش ہمارے پاس قوی ہوئی ہے تو وہ شخص کہتا ہے کہ نہیں اور منجملہ اس کے وہ ہے جو عقد اللالی میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر عورت دعویٰ کرے کہ شوہر مالدار ہے اور شوہر کہے کہ وہ تنگدست ہے تو شوہر کا قول تسلیم کیا جائے گا اور بعض متاخرین نے اس مسئلہ میں یہ کہا ہے کہ اُس کے لباس پر حکم لگایا جائے گا اگر اُس کا لباس توانگروں کا ہے تو شوہر کا قول تسلیم نہیں کیا جائے گا کہ وہ تنگدست ہے کیونکہ لباس علامت ہے اور جو علامت ظاہر ہوگی تو اس کے موافق حکم کیا جائے گا جبکہ اُس کے خلاف میں کوئی بات ظاہر نہ ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ اور اگر وہ لوگ خرچ کا ارادہ کرتے تو اُس کے لئے سامان کی تیاری کرتے۔ یہ فرمان اس پر دلیل ہے۔ مگر فقیہوں اور حضرت علیؓ کی اولادیں

یہ حکم جاری نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ لوگ تنگدستی کے باوجود لوگوں میں اپنی عظمت قایم رکھنے کے لئے پُر تکلف لباس پہنتے تھے اس لئے اُن کے حق میں لباس کا حکم جاری نہو سکے گا اور منجملہ اُس کے وہ ہے جو احیاء العلوم میں ذکر کیا گیا ہے کہ بعض بزرگوں نے اپنی ظاہری حالت کو عمدہ ظاہر نہ کرنے کے مسئلہ کو اختیار کیا اور شریروں کا لباس پہنا انتہیٰ لیکن بعض اسلاف سے نرم و نازک لباس پہننے کے متعلق سخت ممانعت کرنے اور کھردرے لباس پہننے کی ترغیب دینے کے متعلق جو روایت آئی ہے وہ اُس شخص پر محمول ہے جو مخلوق کے دیکھنے کے لئے اپنے اختیار سے پہنا۔ لیکن جو شخص اپنے کاموں کو اللہ کے حوالے کر دیا ہو اور اپنے نفس کے اختیار سے کوئی عمل نہ کرتا ہو تو اُس کے پاس نرم اور کھردرا لباس دونوں برابر ہیں اور وہ اللہ کے قول **من اسلم وجھہ** الخ (جس نے جھکا دیا اپنا منہ) کے تحت داخل ہے۔ اے میرے بھائی کیا تو نے ہمارے بھائیوں کو بھی دیکھا ہے اور اُن لوگوں کو بھی دیکھا ہے جو معتبر سمجھے جاتے ہیں کہ انہوں نے نرم و نازک لباس کے اختیار کرنے اور کھردرے لباس کے چھوڑنے اور نرم و نازک کو ترک کرنے میں کوئی تکلف کا اظہار کیا ہے بلکہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور وہ مختار ہے ان کو کوئی اختیار نہیں۔ لیکن لمبی ازار ٹخنوں کے نیچے تک پہننے کے متعلق جو سوال مذکور ہوا ہے تو وہ جو شرعاً ممنوع ہے اس میں ایک راز ہے وہ یہ کہ یہ بات اُن لوگوں کے حق میں ہے جو دامن کھینچتے ہوئے چلتے ہیں فخر و غرور سے۔ اُن لوگوں کے حق میں نہیں ہے جو اس کے خلاف بغیر قصد کے درازی کا استعمال کرتے ہیں بلکہ یہ تو اتفاقاً کبھی کبھی ہو جاتا ہے جیسا کہ اللہ نے اُس کو دیا ازار لمبی ہو یا کوتاہ چنانچہ اس پر احادیث نبوی بھی دلالت کرتے ہیں منجملہ اُس کے وہ ہے جو رسولؐ کی روایت سے ابن عمرؓ سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا جو شخص غرور سے اپنے کپڑے کے دامن کو کھینچتا ہوا چلتا ہے تو اللہ اُس کو قیامت کے دن نہیں دیکھے گا اس حدیث کی صحت پر سب کو اتفاق ہے منجملہ اُس کے وہ حدیث ہے جو روایت کی گئی ہے اعوج سے اور وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس شخص کو نہیں دیکھے گا جو اپنی ازار کو غرور سے کھینچتا ہوا چلے اس حدیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے منجملہ اُس کے وہ حدیث ہے جو روایت کی گئی ہے سالم بن عبداللہ سے اور وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے اور وہ روایت کرتے ہیں نبیؐ سے کہ ازار قمیص اور عمامہ کے (پلّو) لمبے چھوڑنے کے متعلق نبیؐ نے فرمایا کہ جو شخص ان کو غرور سے کھینچتا ہوا چلے گا تو اللہ اس کو قیامت کے دن نہیں دیکھے گا یہ سنکر ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے تہ بند کے دو حصوں میں سے ایک حصہ لمبا چھوٹ جاتا ہے اور میں اُس کی نگرانی بھی کرتا ہوں تو نبیؐ نے فرمایا اے ابوبکرؓ تم اُن لوگوں میں سے نہیں ہو جو غرور سے ایسا کرتے ہیں منجملہ اُس کے وہ حدیث ہے جو روایت کی گئی ہے علاء بن عبدالرحمٰن سے اور وہ روایت سے اپنے باپ کے انہوں نے کہا کہ میں نے ابوسعید خدریؓ سے ازار کے متعلق پوچھا تو کہا تمہیں ایک ایسی بات کہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ سے سنا ہوں رسولؐ فرماتے تھے مومن کی ازار اس کی دونوں پنڈلیوں کے

نصف حصہ تک رہتی ہے اور اگر پنڈلی کے نصف حصہ اور ٹخنوں کے درمیاں ہوتو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے اور اس سے نیچے ہوجائے تو دوزخ میں ہے تین دفعہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں دیکھے گا اللہ قیامت کے دن اُس کو جو کھینچتا چلے اپنی ازار کو فخر سے یہ حدیثیں شرح سنت سے نقل کی گئی ہیں۔ اور معمر سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا میں نے ابوایوب سجستانی کی قمیص دیکھی جو تقریباً زمین کی گرد جھاڑتی تھی تو میں نے اس کے متعلق ان سے پوچھا تو کہا کہ گذشتہ زمانہ میں قمیص کا دامن چھوڑنے میں شہرت تھی اور آج اس کا دامن اٹھانے میں ہے اسی طرح مقاصد حسنہ میں ہے لیکن جو کپڑا سرخی اور زردی سے بننے کے بعد رنگا گیا ہو زینت کے لئے پہننا مکروہ ہے لیکن جو بننے سے پہلے کا تا ہوا تا گا سرخی سے رنگا گیا ہو اس کا پہننا مکروہ نہیں ہے اس پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے جو شرح سنت میں ابواسحاق براء کی روایت سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ متوسط القامت تھے جن کے دونوں شانوں کا درمیانی حصہ ایک دوسرے سے دور تھا اور آپؐ کے سر کے بال آپ کے دونو کانوں کی لولکیوں تک پہنچے تھے میں نے آپ کو سرخ حلّہ (چادر اور ازار) میں دیکھا اُس سے بہتر لباس میں نے کبھی نہیں دیکھا اس حدیث کی صحت پر سب کو اتفاق ہے۔ امام [۱] نے کہا کہ حلّہ یمن کی چادروں سے ہوتا ہے اور اُس کا کتا ہوا تا گا رنگا جاتا ہے اور پھر بنا جاتا ہے اور اس کا نام عصبی (بٹا ہوا) ہے کیونکہ اُس کا کتا ہوا تا گا باٹا جاتا ہے اور پھر بُنا جاتا ہے اور زعفرانی لباس کی روایت کی گئی مردوں کے لئے اور سرخ لباس کی کراہیت سو اُس کپڑے کے متعلق ہے جو بننے کے بعد زینت کیلئے رنگا جاتا ہے اور جو زینت کے لئے نہ ہو مثلاً کالا کپڑا اور اکہب [۲] مشبع [۳] تو وہ ممنوع نہیں ہے۔ اور ابوحنیفہؒ کی روایت سے ملتقط ناصری میں ہے کہ پیلے سرخ اور کالے رنگ کا کپڑا پہننے میں کوئی ہرج نہیں ہے انتہیٰ بخاری میں ذکر کیا گیا ہے دونوں پاؤں کے دھونے کے باب میں نعلین کے بارے میں روایت سے عبید ابن جریج کے انہوں نے عبداللہ ابن عمر سے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن میں نے دیکھا تم کو کہ تم چار باتیں کرتے ہو جو میں نے تمہارے اصحاب میں سے کسی کو ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا تو انہوں نے کہا اے ابن جریج وہ کیا ہیں تو انہوں نے کہا میں نے تم کو دیکھا کہ تم نہیں چھوتے ہو ارکان میں سے مگر دو رکن یمانی کو اور میں نے تم کو دیکھا کہ تم پہنتے ہو ادھوڑی کے جوتوں کو اور دیکھا تم کو کہ رنگتے ہو زردی سے اور دیکھا تم کو کہ جب تم مکہ میں رہتے ہو تو لوگ اہلال [۴] کرتے ہیں جبکہ وہ ہلال کو دیکھتے ہیں اور تم اہلال نہیں کرتے یہاں تک کہ ترویہ [۵] کا دن ہوتا ہے تو عبداللہ نے کہا لیکن ارکان میں نے نہیں جانا رسولؐ کو کہ وہ چھوتے ہوں ارکان کو سوائے دو رکن یمانی کے ہے ادھوڑی کے جوتے سو دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ پہنتے تھے جوتے کہ جس میں بال نہ ہو اور وہی

---

[۱] امام یعنی شارح۔ [۲]۔ اکہب، سفید کپڑا تیرگی مائل [۳]۔ مشبع، وہ کپڑا جس میں تا گا بہت ہوتا ہو۔ [۴]۔ اہلال، آواز سے لبیک کہنا
[۵]۔ ترویہ ذی‌الحجہ کی آٹھویں۔

جوتے پہن کر وضو کرتے تھے تو میں بھی ویسی ہی جوتے پہننے کو پسند کرتا ہوں۔ رہی زردی تو میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو کہ رنگتے تھے زردی سے میں بھی اُس سے رنگنا پسند کرتا ہوں اب رہا اہلال پس میں نے جانا رسول اللہ ﷺ کو کہ اہلال کرتے یہاں تک کہ آپ کے گھر میں اطلاع ہوتی انتہیٰ اور نیز ذکر کیا گیا ہے بخاری میں باب الصلوٰۃ میں سرخ لباس کے بارے میں روایت سے ابو جحیفہؓ کی کہا میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو سرخ جبّہ میں جو چمڑے کا تھا اور دیکھا میں نے بلال کو کہ لیا رسول ﷺ کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو اور دیکھا میں نے لوگوں کو کہ جھپٹ جھپٹ کر لیتے تھے اس وضو کے پانی کو پس جو لوگ پاتے تھے اُس پانی میں سے کچھ بھی تو اپنے منہہ پر ملتے تھے اور جو نہیں پاتے تھے اُس پانی سے تو لیتے تھے اپنے دوست کے ہاتھ کی تری سے پھر میں نے بلال کو دیکھا کہ لیا عنزہ [1] کو پس اس کو زمین میں گاڑ دیا اور نبیؐ سرخ حلّہ پہن کر تیار ہو کر نکلے اور لوگوں کو عنزے کے سامنے دو رکعت نماز پڑھائی اور میں نے دیکھا لوگوں کو اور چوپایوں کو عنزہ کے سامنے گذر رہے تھے انتہیٰ ابن بطال نے کہا اس میں یہ بات ہے کہ جائز ہے ہمارے لئے رنگے ہوے کپڑے بڑی عید کے دنوں میں اور ترکِ دنیا کے موقع پر اور سرخی رنگوں میں سب سے مشہور رنگ ہے اور دنیا کی زینتوں میں سب سے زیادہ زینت ہے اسی طرح کرمانی میں ہے اور فی الجملہ ہر وہ شخص جو پہنے نرم اور کھردرے سفید اور کالے سرخ اور پیلے لباس کو اور اُس کی غرض یہ ہو کہ مخلوق اُس کو دیکھے تو وہ وعید کے تحت داخل ہے لیکن جس کا حال اس کے خلاف ہو ضرورۃً پہن لیا ہو اور اُس کے سوائے اس کو دوسرا کپڑا میسر نہ آتا ہو مانند ہمارے بھائیوں (طالبانِ خدا) کے تو وہ اُس وعید میں داخل نہیں ہے کیونکہ نبیؐ نے ریشمی کپڑے پہننے کو مباح کیا ہے حکمت اور عقل کے طور پر اور جنگ میں پھرا ے منصف برادر جان کہ ہمارے اکثر طالبین صادقین بھائی اپنی ذاتوں کے لئے کسی چیز کو اختیار نہیں کرتے ہیں اور اُسی چیز کو ترک کرتے ہیں جو اکثر روایات صحیحہ اور مذہب سنیہ کے موافق شرع میں ممنوع ہو اور جو چیز مختلف فیہ ہو اس کو کبھی کرتے ہیں اور کبھی چھوڑ دیتے ہیں لیکن ان کے (مہدویوں کے) اکثر اعمال امام اعظمؒ کے مذہب کے موافق ہیں لیکن مہدوی مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب کے مقید نہیں اور ہم کو مہدیؑ سے روایت پہنچی ہے کہ آپ نے ایک پانی کا کیڑا کھایا جس کو جھنگہ کہا جاتا ہے باوجود اس کے کہ امام اعظمؒ کے پاس اس کا کھانا مکروہ ہے اور مہدویوں کے اعتقاد میں نہیں ہے کہ زیادہ متقی اور افضل وہ شخص ہے جو اولیٰ واحوط چیز کو جو علماء کے پاس مقرر ہے اختیار کرے بلکہ مہدویوں کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کام مہدیؑ اور اصحابِ مہدیؑ کریں جس میں تکبر اور ریا نہیں ہوتی وہی کام اولیٰ ہے اور مہدوی ہر اُس قول کو چھوڑ دیتے ہیں جو مہدیؑ کے نقول کے خلاف میں ہو اور وہ ایسے کپڑے پہنتے ہیں جن کے پہننے کی رخصت بعض روایتوں میں آئی ہو اور بعض میں نہ آئی ہو اور وہ کھاتے ہیں گھوڑے اور جھنگے کے گوشت کو اگرچیکہ حنفیہ

---

[1] عنزہ ایک لوہے کی شام ولی لکڑی جس کی لوہے کی نوک پتلی ہوتی ہے۔

کی روایت میں اُنکا کھانا مکروہ ہے اور وہ اعمال ظاہرہ میں ایسے عمل کو اختیار کرتے ہیں جو آسان ہو اور یہ بات ان کے صحت اختیار پر دلالت کرتی ہے جو روایت کی گئی ہے روایت سے عروہ بن زبیر کے اور وہ روایت سے بی بی عائشہؓ کے جو بی بی ہیں نبیؐ کی انہوں نے کہا نہیں اختیار کیا رسول اللہ ﷺ نے دو کاموں میں مگر اختیار کیا ان دو میں سے آسان کو جب تک کہ وہ گناہ نہو اور اگر وہ گناہ ہوتا تو اُس کام سے سب سے زیادہ دور ہونے والے آپؐ ہی ہوتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذاتی معاملہ میں کسی سے انتقام نہیں لیا بجز حرمت اللہ کے ترک کرنے کے پس آپ اُس کا انتقام لیتے تھے اور اِس حدیث کی صحت پر سب کو اتفاق ہے اسی طرح ہے شرح سنت میں بھی مہدوی کوشش کرتے ہیں باطنی امور میں مانند دل کو صاف کرنے اور روح کو مجلّٰی کرنے کے اور بعض ظاہری امور میں جو توجہ باطن سے مانع نہیں ہیں مثلاً لباس اور کھانے میں تساہل کرتے ہیں اور ان امور میں تساہل نہیں کرتے ہیں جو مباح تو ہیں لیکن ذکر فکر اور توجہ الی اللہ سے مانع ہوتے ہیں جیسے زراعت تجارت اور تمام پیشے جو شرع میں مباح ہیں بلکہ اُن سے روگردانی کرنے میں مبالغہ کرتے ہیں۔ اب رہے میرے جیسے اللہ ان کی توبہ قبول کرے وہ تو دائرۂ طلب سے باہر ہیں ان کے افعال کے متعلق نہ سوال سے اور نہ جواب۔

قول پنجم:۔ یہ کہ جو شخص عربی ترکیبوں اور عربی وادبی علوم کی اصلیت پر ماہر نہو اور تنزیل کے اقسام اور تاویل کے احوال نہ جانے ظاہر ہے کہ ایسے شخص کیلئے قرآن شریف کی تفسیر اور بیانِ قرآن کرنا حرام ہے چنانچہ احادیث صحیحہ اور روایات فصیحہ اس معنی پر دال ہیں اور اس حال کے گواہ ہیں۔

جواب قول پنجم:۔ اے برادر سائل منصف جان کہ احادیث صحیحہ اور روایات فصیحہ اس بات پر دلالت نہیں کرتے ہیں کہ جو شخص تراکیب عربیہ اور اسالیت عربیہ میں ماہر نہو وہ قرآن کا بیان نہ کرے یا کرے سوائے اس کے جو کتب معانی مثلاً مفتاح وغیرہ میں مذکور ہے پس افسوس بے حد افسوس ہے اُس شخص پر جو لیا تفسیر کو اور اس حال میں کہ وہ پیدل (ناواقف) ہے یعنی علم معانی و بیان میں اور یہ قول نہ مجتہد کا ہے اور نہ نبی علیہ السلام کی حدیث ہے اور نہ کوئی حدیث پائی جاتی ہے جو دلالت کرے اس بات پر جو سوال میں ہے سوائے آنحضرت ﷺ کے قول کے جو فرمایا کہ جس نے قرآن کی تفسیر کی اپنی رائے سے پس چاہیئے کہ ڈھونڈ لے اپنی جگہ کو دوزخ میں سے اور نہیں ہے دلالت اِس حدیث کی اُس بات پر جو مذکور ہے سوال میں کیونکہ اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ جس نے قرآن کی تفسیر کی بغیر علوم ادبیہ کے تو اس کی جگہ دوزخ میں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے قرآن کی تفسیر کی اپنی رائے سے یعنی مجرد اپنی فکر سے بغیر صفائی باطنی اور بغیر تائید الٰہی کے اور فیصلہ کرے اپنی تاویل کے متعلق کہ یہی تفسیر قطعاً من اللہ ہے تو اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے بیشک تمام اسلامیہ فرقوں میں سے ہر فرقہ کے مفسرین علوم عربیہ اور تراکیب ادبیہ میں ماہر تھے اس کے باوجود ان میں کے بعض سنت افضل سے پھر کر ٹیڑھے طریقہ کی طرف گئے

ہیں اور قرآن شریف کا بیان اپنی خواہشِ نفسانی کے موافق کئے ہیں اگر قرآنِ شریف کا بیان اپنی خواہشِ نفسانی کے موافق کئے ہیں اگر قرآن شریف کا ٹھیک ٹھیک بیان بمجرد قواعد دانی کے ہوتا تو یہ لوگ سنت سے نہ پھرتے اور نہ گمراہ ہوتے پس معلوم ہوا کہ قرآن شریف کا ٹھیک ٹھیک بیان کرنا اللہ کی عطا ہے جو الہام ربانی سے ہوتی ہے اور یہ بات ان ہی لوگوں کیلئے ہے جو علماء ربانی ہیں جن کے سینوں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نورِ معرفت پر ہیں اور وہ لوگ دھوکے کے گھر (دنیا) سے رخ پھیر کر دارالخلود (آخرت) کی طرف جا رہے ہیں چنانچہ اس پر اللہ کا قول دلالت کرتا ہے کہ نہیں چھوتے ہیں قرآن کو سوائے پاک اور مطہر لوگوں کے۔ پس جیسا کہ قرآنِ شریف کی جلد بے وضو اور ناپاک کے ہاتھ سے محفوظ ہے اسی طرح وہ [1] حدیث جو نبیؐ سے وارد ہے افرادِ امت کے بے الہام والے لوگوں کے بارے میں ہے ہاں قرآنِ شریف کا بیان کرنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ لغت اور شانِ نزول اور ناسخ و منسوخ کو پہچانے تاکہ شریعت کے موافق بیان کرے اور جو شخص اس سے جاہل ہو تو اس کے لئے قرآن کا بیان کرنا درست نہیں ہے۔ پھر جان اے میرے بھائی کہ مہدیؑ کے اصحاب ؓ تین قسموں پر تھے ان میں سے پہلی قسم وہ ہے جو لغات عربی اور شانِ نزول کے عالم تھے اور تفاسیر کے مطالعہ پر قادر بھی تھے پس ان صحابہؓ مہدیؑ نے قرآنِ شریف کی تفسیروں سے آخر تک قوت ظاہری اور قوت باطنی دونو قوتوں سے کی ہے اور دوسری قسم اُن اصحابِ مہدیؑ کی ہے جو امی تھے اُن کو مطالعہ کی قدرت نہ تھی لیکن مہدیؑ کی صحبت کی برکت اور آپؐ کے فیض سے اُن کو وہ بات حاصل ہوگئی جو مطالعہ اور بیان سے مافوق تھی ان صحابۂ مہدیؑ نے بھی شریعت کے موافق بیانِ قرآن فرمایا ان میں سے تیسری قسم اُن اصحابِ مہدیؑ کی ہے جو ہمارے زمانہ تک امی تھے اُن کو مطالعہ کی قوت حاصل نہیں ہوئی انہوں نے بجز چند آیتوں کے قرآن کا بیان نہیں فرمایا صحابہؓ لغاتِ قرآن اور شانِ نزول آیات قرآنی مہدیؑ اور آپؐ کے بعض اصحابؓ سے سنے تھے ان میں (تیسری قسم کے صحابہؓ میں) بھی میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ برخلاف لغاتِ قرآنی کے قرآن کی تفسیر کی ہو منسوخ کو غیر منسوخ ٹھیرایا ہو یا حرام کو حلال قرار دیا ہو یا حلال کو حرام ٹھیرایا ہو بلکہ میں نے صحابہؓ میں سے بعض صحابہؓ سے مدتوں کے لاینحل مسائل کا جواب سنا ہے باوجود اس کے کہ وہ حروف تہجی بھی نہیں جانتے تھے پھر میں نے وہی بات بعینہٖ تفسیر کشاف میں دیکھی اور یہ الہام حق کا نتیجہ ہے چنانچہ نبی علیہ السلام نے اپنی امت کے اولیاء کے حق میں فرمایا ہے کہ تمہارے سے پہلے کے لوگ صاحب الہام تھے میری اُمت میں اگر کوئی ہے تو عمرؓ ہے۔ یہ حدیث مذکور کا حاصل ہے نہ کہ اُس کے الفاظ شارحین نے کہا ہے کہ جب صاحب الہام حضرات انبیاءؑ سابقین کی امتوں میں تھے تو آنحضرتؐ کی اُمت میں بطریق اولیٰ ہوں گے کیونکہ اُن امتوں سے زیادہ عطا اِس اُمت پر ہوئی ہے۔

---

[1] یعنی وہ حدیث جس نے قرآن کی تفسیر کی اپنی رائے سے الخ۔

اے میرے بھائی میں اصحاب مہدیؑ کی صحبت میں رہا اور انکا بیان سنا پس میں نے دیکھا کہ کتنے رونے والے چیخنے والے تھے انکا بیان سننے کے بعد اور ان میں سے کتنے ایک خشوع وخضوع سے گریہ وزاری کرنے والے تھے اپنے سر کو جھکائے ہوئے اور کتنے ایک بیٹھنے والے تھے اور ان میں سے کتنے ایک خوفِ خدا سے اُن کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے اور ان میں سے کتنے ایک ایسے تھے جو اپنی دنیا اور آخرت کو بھول گئے تھے اور ان میں سے کتنے ایک ایسے تھے جو بیانِ قرآن سننے کے بعد اپنا مال خرچ کرنے والے تھے اور ان میں سے کتنے ایک ایسے تھے جو ارادہ کرنے والے تھے اپنے حلق کو کاٹنے کا اور اپنے پر شمشیر چلا لینے کا منجملہ اس کے وہ روایت ہے جو نبیؐ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے وحی رک جانے کی وجہ سے اپنے آپ کو پہاڑ پر گرانے کا ارادہ فرمایا تھا یہ سب باتیں اللہ کی طرف غلبۂ شوق کی وجہ سے ہیں اور جب قرآن کے معانی اور اس کے رموز کے باغوں میں اُن کی فکر کے پرندے اُڑتے تھے تو وہ اُن باغوں کو پھلدار پاتے تھے اُن باغوں میں کوئی درخت کٹا ہوا نہیں تھا اور نہ کسی کی روک ٹوک تھی اور جب کبھی اُن کے ذہن کے گھوڑے قرآن اور اس کے اشارات کے خزانوں کے میدانوں میں جولانی کرتے تھے تو اُن میدانوں کو کھلے ہوئے غیر مستور پاتے تھے۔اے میرے بھائی اِس امر عیاں کے بعد زبان کی فصاحت کا طالب اُن سے کون ہوگا اور یہ کرامت معجزات انبیاءؑ کے مساوی ہے جیسا کہ شاعر[1] نے کہا کہ امی میں علم کا ہونا تجھے معجزہ سمجھنے کے لئے کافی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو اُن لوگوں میں سے بنائے جو اللہ کے فضل عظیم اور اللہ کے بہرۂ کریم پر فائز ہوئے۔اور البتہ سچ کہا ہے کہنے والے نے خصوصاً اصحاب مہدیؑ میں سے جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ ہم کو ان کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک صحابی مہدیؑ نے ایک وقت مطالعہ کتب کا ارادہ کیا تو اُن سے مہدیؑ نے فرمایا کہ کتابیں چھوڑ دو اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ کیونکہ اللہ تم جو چاہتے ہو تم کو عطا کرے گا پس مہدیؑ کی بشارت کی برکت سے اللہ کے حکم سے وہ بات اُن کو حاصل ہوگئی اُن کے غیروں پر اُن کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔مفتاح النجات اور سراج السائرین میں ایک حدیث ذکر کی گئی ہے جس میں ایک قوم کے اوصاف ہیں وہ تمام اوصاف قوم مہدیؑ (صحابہ مہدیؑ) میں پائے جاتے ہیں وہ حدیث شریف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں ایک قوم نکلے گی میں اُن سے ہوں اور وہ مجھ سے ہیں اور اُن کے عام لوگ اولیاء اللہ ہوں گے ایک مرد نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اُن کی علامت کیا ہے فرمایا وہ قوم وہ ہے جن کے پاس علم کی کثرت نہیں اور ان کے پاس بہت کتابیں نہیں ہیں بوڑھے ہوں گے باوجود قرآن کی تعلیم پاتے ہیں اور وہ سیکھتے ہیں نظر کی گہرائی کے ساتھ حلاوت قرآن کی باتوں کو بیشک ایمان اور سنت اُن کے دلوں میں زمین میں گڑھے ہوئے مضبوط پہاڑوں سے بھی زیادہ ثابت ہے بھیجے گا اللہ اس قوم کو بشارت کے ساتھ اور راضی رکھے گا اللہ اُن کو اُس حالت سے جس

---

[1] شاعر نے یعنی مولف قصیدہ بردہ شیخ شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن سعید حماد بوصیریؒ۔

حالت میں کہ وہ رہیں گے اور اللہ اُن کا حشر انبیاءؑ کے زمرہ میں کرے گا اور اللہ اُن کے سبب سے اپنے بندوں کو رزق پہنچائے گا اور اُن کی برکت سے بلاؤں کو دفع کرے گا۔ اور فقیہ ابو اللیثؒ کی بستان میں مذکور ہے کہ قرآن مخلوق پر حجت بنا کر نازل کیا گیا ہے اگر قرآن کی تفسیر جائز نہوتی تو اللہ کی حجت پہنچنے والی نہ ہوتی پس جب ایسا ہے تو جائز ہے اُس شخص کیلئے جو عربی لغات جانتا ہو اور شانِ نزول پہچانتا ہو قرآن کی تفسیر کرے لیکن جو آدمی متکلف [1] ہے اور لغت کے وجوہ کو پہچانتا نہیں ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ قرآن کی تفسیر بیان کرے مگر اتنی ہی جتنی کہ سنا ہے اور یہ بات بطریق حکایت کے ہوگی تفسیر کے طریق پر نہیں اور اس میں کوئی ہرج نہیں ہے اور اگر وہ جانتا ہے قرآن کی تفسیر کو اور چاہتا ہے کہ استخراج کرے آیت سے کسی حکم کا یا احکام میں سے کسی حکم کے استدلال کا تو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے انتہیٰ لیکن اس زمانہ میں جو تابعینِ مہدیؑ ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جو صحابۂ مہدیؑ کی پیروی پر ثابت قدم ہیں جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا اور ان تابعین میں سے بعض ہمارے جیسے متکلف بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری توبہ قبول کرے پس ان کے متعلق نہ سوال ہے اور نہ جواب ہے۔

قول ششم:۔ یہ ہے کہ حضرت مہدیؑ فاتحہ اور درود پڑھنا کھانے کی چیز پر جو میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے تیار کرتے ہیں یا شیرنی پر جو ایصالِ ثواب کے لئے ہوتی ہے اور صاحب اُس کھانے یا شیرنی کا فاتحہ پڑھنے کی درخواست کرے یا نہ کرے جائز قرار دئے ہیں یا نہیں اور جب کسی مومن کی تعزیت کے لئے گئے ہیں تو فاتحہ پڑھے ہیں یا نہیں۔

جواب قول ششم:۔ پس جان اے برادر کہ طعام میت پر فاتحہ پڑھنے یا فاتحہ پڑھنے کو جائز رکھنے یا تعزیت کے وقت میں فاتحہ پڑھنے یا جائز کہنے کے متعلق مہدیؑ سے روایت نہیں کی گئی ہے۔

قول ہفتم:۔ یہ کہ حضرت مہدیؑ اپنے زمانہ کے منکر مشائخین اور علماء منکرین اور تمام منکر لوگوں کی تکفیر نفس انکار مہدیت سے نہ بر بناء صدور معاصی دیگر باعث کفر کئے ہیں یا نہیں باوجود اس کے ثابت ہے کہ حضرتؑ نماز جمعہ وعیدین منکران سرکش کے پیچھے پڑھے ہیں اور یہ فعل آپ سے نہ صرف ایک بار بلکہ بہت دفعہ ظہور میں آیا ہے بلکہ حضرت مہدیؑ ان کے لئے بعض لوگوں کے قتل کے واسطے جن سے کفر کے آثار ظاہر ہوئے تھے راضی نہیں ہوے ہیں ظاہراً اُن سے کلمہ طیبہ صادر ہونے کی بنا پر۔

جواب قول ہفتم:۔ پس جان اے حق کے متلاشی بھائی کہ مہدیؑ نے اپنی ذات کے حق میں خدا کے حکم سے چند آیتوں کے ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے اور اُن آیتوں سے منکرین کے مقابلہ میں احتجاج فرمایا پس ان آیتوں کو کسی نے لکھنے کی جرأت نہیں کی پس اُن آیتوں سے آپ کا مدعا جو ثابت ہوا معلوم ہو گیا اُن آیتوں کا بڑا حصہ جو احتجاجاً پیش کیا گیا حسبِ ذیل ہے اللہ

---

[1] متکلف وہ آدمی جس کو قرآن شریف کے سمجھنے میں تکلف ہو۔

تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔پس جو ہووے اپنے رب کی طرف سے بینہ پر اور پیچھے آوے اس کے ایک گواہ اس کی طرف سے اور اُس کے پہلے موسیٰؑ کی کتاب امام اور رحمت ہے یہ سب اُس پر ایمان لاتے ہیں اور جو کوئی اس کا (مہدیؑ کا) منکر ہو فرقوں میں سے تو دوزخ اُس کا ٹھکانہ ہے۔اِس آیت شریفہ میں حضرت مہدیؑ نے مَــنْ کو اپنی ذات کے حق میں مخصوص فرمایا اور قرار دیا ضمیروں کو راجع طرف مَـنْ کے اور اولٰئک کا اشارہ قرار دیا اپنی قوم کی طرف وہ قوم جو سمجھی جاتی ہے مَـنْ کے ذکر سے جیسا کہ اللہ کے قول میں ہے کہ۔اور البتہ تحقیق ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی شاید کہ وہ ہدایت پائیں۔یعنی قوم موسیٰؑ ہدایت پائیں اگرچیکہ اس کے پہلے اُس کا ذکر نہیں ہوا کیونکہ موسیٰؑ کا ذکر اس پر دلالت کرتا ہے پس اسی طرح یہاں بھی مہدیؑ کی قوم کی طرف جو مہدیؑ کی تصدیق کریں گے اولئک کی ضمیر پھرتی ہے۔اور ومن یکفربه۔میں بہٖ کی ضمیر مَنْ کی طرف پھرتی ہے اور مَـنْ سے مراد مہدیؑ ہے پس مہدیؑ کے منکر کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔اور اصحابِ مہدیؑ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ مجرد انکار سے کفر ہوتا ہے یہاں تک کہ انہوں نے تجویز کیا ہے بایزید اگر زندہ ہوتے اور مہدیؑ کا انکار کرتے تو البتہ اس انکار کی وجہ سے کافر ہو جاتے اور یہ اتفاق سید محمودؓ بن مہدی موعودؑ کے پاس سید احمد خراسانی کے سوال کے بعد ہوا ایک قریہ میں جس کو بھیلوٹ کہا جاتا ہے جس میں سید محمودؓ مذکورؓ کی قبر ہے لیکن فرض نماز پیچھے امام کے جو مہدویوں کے امام کا غیر ہو کبھی مہدیؑ نے پڑھی سو یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ مہدیؑ نے اپنا امام (مصدق امام) کے سوائے کسی دوسرے کے پیچھے کبھی نماز نہیں پڑھی لیکن نماز جمعہ اور نماز عید شعارِ اسلام کی رعایت کرتے ہوئے ایسے امام کے پیچھے پڑھی ہو جس کا انکار معلوم نہوا اور مہدیؑ کے اصحابؓ میں سے کسی صحابی نے یہ روایت نہیں کی کہ مہدیؑ نے کسی ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جس کا انکار ظاہر ہوا ہو پس ہمارے خلاف میں حجت قایم نہیں ہو سکتی۔اور اس وقت ہم شعار اسلام کی رعایت سے جمعہ کی نماز ایسے شخص کے پیچھے پڑھیں گے جس کا انکار ظاہر نہوا ہو اور اِس کے باوجود حضرت مہدیؑ نے فرمایا کہ ہم جاتے ہیں جمعہ کی طرف (جامع مسجد کی طرف) اور چھوڑ دیتے ہیں جماعت کو (جماعتِ منکرین کو) اور نماز پڑھتے ہیں ظہر کی (اپنی جماعت کے ساتھ) تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ انہوں نے شعار اسلام کو چھوڑ دیا ہے اور ہمارے شہروں کے علماء نے شرائط جمعہ کے فوت ہونے کا دوسو سال پہلے سے فتوی دیدیا ہے۔یہ نقل میں نے میاں لاڑ شاہؓ سے سنی ہے۔اور اِس باب میں مہدیؑ کی نقلیات بے شمار ہیں پھر جان اے میرے بھائی بعض احکام دین باقی ہیں اہل کتاب کے ساتھ جن کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے مثلاً ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنا اور اُن کے ذبیحوں کا کھانا نہ کہ مشرکین کے ذبیحوں کا باوجود اہل کتاب سے مقاتلہ کے جواز اور اُن سے جزیہ لینے کے جواز کے اور یہاں شریعتِ نبیؐ سے کوئی چیز منسوخ نہیں ہوئی کیونکہ مہدیؑ تابع شریعت ہیں نہ کہ ناسخِ شریعت پس احکام ویسے ہم باقی رہے جیسے کہ تھے پس مناکحت اور ذبیحوں کا کھانا اور سلام کرنا اور نماز جمعہ وعید ایسے شخص کے پیچھے پڑھنا جس کا انکار معلوم نہوا

ہو منکر کی تکفیر کو منع نہیں کرتا ہے اور اس کی تائید کرتی ہے وہ بات جو ذکر کی گئی ہے ابوشکور سالمی کی تمہید میں ۔ اور نہیں لگایا جائے گا جزیہ بدعتی پر کسی حال میں اگرچیکہ وہ کافر ہو اور نہ جدا کیا جائے گا لیکن جس سے آثار کفر کا ظہور رہوا ہو اُس کو قتل کرنے کی اجازت نہ دینے کا مسئلہ رعایت کلمہ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے کہ وہ شخص لوگوں کے حق میں اللہ کی جانب سے ایک فتنہ تھا اور وہ ناگور کی سرزمین پر رہتا تھا اُس کا نام جھانپا تھا جب اُس نے مہدیؑ کی آمد کی خبر سنی تو آپؑ سے ملنے کے لئے آیا اور آپؑ کے سامنے بیٹھ گیا اور آپؑ کی دعوت سنی اور آپؑ سے اظہار محبت وانقیاد کیا اور کوئی حرکت ایسی نہیں کی جس سے اس کا قتل مباح ہوتا مگر وہ چیز جو سنی گئی اس سے پہلے جب مجلسِ مہدیؑ سے واپس ہوا تو میاں شاہ نعمتؓ نے اُس کے قتل کی اجازت مہدیؑ سے چاہی تو حضرت مہدیؑ نے فرمایا وہ اللہ کی جانب سے ایک فتنہ ہے اور اُس کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دی جیسا کہ نبیؐ نے عمرؓ کو ابن صیاد کے بارے میں قتل کی اجازت نہیں دی اور اجازت نہ دینا راضی نہونا کلمہ کی رعایت پر دلالت نہیں کرتا ہے بلکہ وہ فتنۂ عظیمہ کے آثار جو اس کے قتل کی وجہ سے پیدا ہوجاتے تھے اُن سے کراہیت کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ اپنے زمانہ میں بہت سے لوگوں کا پیشوا تھا جس کی اطاعت ہزاروں آدمی کرتے تھے اور اُس کے حکم سے لوگوں نے اپنے مال اور اپنی بی بیوں کو بھی چھوڑ دیا جیسا کہ نبیؐ نے منافقوں کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دی کیونکہ اُس سے لوگوں کے تنفر اور مختلف قسم کے قیل وقال کا اندیشہ تھا اور اسی طرح آنحضرت ﷺ نے اُن لوگوں کو قتل کرنے کی اجازت نہیں دی جنھوں نے آپؐ پر جادو کر دیا تھا اور اُس عورت کو بھی قتل کرنے کی اجازت نہیں دی جو زہر آلود بکری کو لائی تھی آپ نے فرمایا کہ اللہ نے تو مجھے صحت دیدی لیکن میں لوگوں میں فتنہ برپا کرنا نہیں چاہتا پس اجازت نہ دینا اور رضامند نہونا اُس شخص کے قتل کے لئے جس سے آثار کفر ظاہر ہوچکے ہوں اِس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ کلمۂ شہادت بولتے ہیں کیونکہ امامت شیخین کے منکرین کی تکفیر باوجود اس کے کہ وہ کلمۂ شہادت کے قائل تھے اور نمازیں پڑھتے تھے اور روزے رکھتے تھے اور حج کرتے تھے ثابت ہے ۔ جب کوئی بدعتی جو گمراہی کی طرف بلا رہا ہو اُس کا قتل مباح ہے تو ایسے شخص کا قتل جس سے آثار کفر ظاہر ہوچکے ہوں بدرجہ اولیٰ مباح ہوگا ۔ پس مہدیؑ شریعت کے تابع ہیں باوجود اس کے آپ نے اُن لوگوں کے قتل کی اجازت نہیں دی جن کے قتل کو شریعت نے مباح کیا تھا پس جب آپ نے باوجود جواز قتل کے اُن کے قتل کی اجازت نہیں دی تو معلوم ہوا کہ یہ بات کسی مصلحت کی وجہ سے تھی جس کو آپ بہتر جانتے تھے تم اس پر یہ گمان نہ کرو کہ حضرت مہدیؑ نے ایسے امر میں مداہنت کی جس کو شریعت قدرت کے ساتھ واجب کر رہی تھی کیونکہ کسی بدعت کی طرف بلانے والے بدعتی کا قتل اُن لوگوں پر واجب ہوتا ہے جو فتنے کو دبانے پر قادر ہوتے ہیں پس اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ یہ کھلی ہوئی بات ہے ۔

قولِ ہشتم :۔ یہ ہے کہ تار اور رُود کے ساتھ گانے کا سننا چاروں مذاہب میں حرام ہے اور گانا بغیر تار اور رود کے امام

اعظمؒ کے مذہب میں اکثر روایات صحیحہ مفتیٰ بہا کی بنا پر بھی حرام ہے اور حضرت مہدی علیہ السلام چاروں اماموں کی مدح کئے ہیں اور امام اعظمؒ کے واصل باللہ ہونے کے قائل ہوے ہیں اور یہ امر ثابت ہے کہ اہل تقویٰ کا عمل احوط اور اولیٰ پر ہوتا ہے پس یہ بات کس طرح ہے کہ حضرت مہدیؑ کے بعض اصحابؓ سرود تار اور رود کا سماع کرتے ہیں اور خود کو اس سے باز نہیں رکھتے آپ کو دلائل اصول اور شواہد معقول ومنقول اور ارباب وصول کی دلیلوں سے جو بات تحقیق ہوگئی اس کو تحریر فرمائیں اور اس مسکین بے تسکین کی تسلی فرمائیں کیونکہ یہ فقیر ہمیشہ ذرہ کے مانند خالص انصاف کی وادی میں پھرتا ہے اور تعصب اور کجی کی وادی سے دور چلتا ہے۔

جواب قول ہشتم:۔ جان اے برادر لحن اور نغموں اور تار کے ساتھ اشعار کا سننا اِس قوم کی عادت نہیں ہے لیکن اتفاقی طور پر بعض وقت ایسا ہوجاتا ہے کہ کوئی قوال مانگنے کیلئے ان کے پاس آجاتا ہے اور اُن کو سنا دیتا ہے تو اس کے سوال کے جواب میں اُس کو کچھ دیدیتے ہیں اگر اس کے پاس آلات لہو میں سے کوئی چیز ہوتی ہے تو اُس کو پیٹتا ہے اور اسی طرح مہدیؑ بھی کبھی سنے ہیں ایک قوال جس کا نام پھراجی تھا اُس کے ہاتھ میں ایک آلہ تھا جس کو ہماری زبان میں دنڈی کہتے ہیں وہ ایک لکڑی ہوتی ہے جس کے سر پر کدّو ہوتا ہے اور اُس پر اُس کا تار ہوتا ہے جو نیچے تک پھیلا ہوا ہوتا ہے اور اُس تار کو کبھی بجاتا تھا اور میاں سید خوندمیرؓ جو مہدیؑ کے بڑے اصحاب میں سے تھے اور بعض وقت سنتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اشعار سننے کے وقت قالب میں روح کے باقی رہنے سے تعجب کرتا ہوں یہ وہ باتیں ہیں جنکی تحقیق میں نے اصحاب مہدیؑ اور تابعین مہدیؑ سے کی ہے۔ پھر جان اے میرے بھائی کہ آلات لہو کے ساتھ اشعار کا سننا بعض اوقات میں مشروع ہے جیسا کہ شادی ختنہ نکاح اور ولیمہ کی ضیافتوں میں اور غائب آدمی کے آنے پر اظہار خوشی کیلئے یا نکاح کے اعلان کیلئے پس بعید نہیں ہے کہ ساتھ اُس کے شوق اور سُرور کو بسبب سماع کے بڑہاتا ہے لیکن وہ روایتیں جو حرمت سماع پر دلالت کرنے والی ہیں وہ اُس شخص کے حق میں محمول ہیں جو لہو ولعب کی خاطر سنتا ہے جیسا کہ دلالت کرتی ہے اُس پر وہ بات جو ذکر کی گئی ہے شرح بزاوی مسمی نور میں جو ابوالقاسم بن محمد بن عبداللہ دمشقی کی تصنیف ہے (لکھا ہے) جان کہ سماع جس کے حق میں ہمارے علماء اختلاف کرتے ہیں پس جو سماع بطریق لہو ولعب کے ہے جیسا کہ بدکار شراب خوار اور تارک الصلوٰۃ لوگ سنتے ہیں تو وہ حرام ہے ولیکن جو لوگ نیک ہمیشہ نماز پڑھنے والے اور وظائف کے پابند اور قرآن کی قراءت کے پابند ہیں تو اُن لوگوں کا سننا ہمارے علماء کے پاس حلال ہے اسی طرح رقص اور وجد ہے کیونکہ اس بارے میں اخبار صحاح وارد ہوے ہیں رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ نے بھی رقص اور وجد کیا ہے پس جس نے اس سے انکار کیا تو اُس نے انبیاءؑ صحابہؓ اور سلف الصالحینؒ کا انکار کیا اور شرح کافی مسمی بالمحمدی میں ذکر کیا گیا ہے جو تصنیف ہے محمد بن محمد علی شامی کی۔ جان کہ ہمارے علماء کے پاس مکروہ سماع وہ ہے جو بطریق لہو ولعب

اور ارادۂ گناہ کے ساتھ ہوتا ہے اس طرح کہ اس سماع میں بدکار لوگ جمع ہوتے ہیں نماز اور قراءت قرآن چھوڑ دیتے ہیں لیکن جو لوگ نماز کے پابند اور قرآن شریف کی قراءت کے پابند اور صالحین سے ہوں تو اُن کے لئے آلہ کی آواز کا سننا ہمارے علماء کے پاس بغیر کسی خلاف کے حلال ہے کیونکہ اس سے اُن کا ارادہ خدا کی خوشنودی خا کی حضوری اور خدا کے خوف اور ذکر یوم آخرت کے سوائے کوئی اور بات نہیں ہوتی اور یہ سب باتیں اچھی ہیں بری نہیں ہیں اور وجد و رقص بھی مذکورہ امور حسنہ کے ساتھ اچھا ہے برا نہیں ہے۔ اور شمائل اتقیا میں جو ذکر کیا گیا ہے جامع صغیر میں حسامی سے روایت کی ہے کہ مزامیر کے ساتھ گانا حرام ہے کیونکہ وہ لہو (کھیل کود) ہے اور کھیل کود حرام معلوم ہے علماء محقق و متدین گانے کے حرام ہونے کی علت کھیل کود کو سمجھتے ہیں جس گانے میں لہو نہ ہو حرام نہیں ہوتا یہ روایت حسامی کی ہے اور جب علت معدوم ہو جاتی ہے اُس کا حکم بھی معدوم ہو جاتا ہے اور وہ جو ہدایہ میں لکھا ہوا ہے جان کہ کھیل کود کے ساتھ گانا گناہ ہے اور وہ جو کہے ہیں کہ کھیل کود کا سننا کفر ہے یہاں بھی علت لہو (کھیل کود) ہے اور شرح متفق میں ہے کہ مزامیر اور دف کا بجانا خواہش نفسانی کے ساتھ بغیر غرض شرعی کے بازی کیلئے حرام ہے۔ اور بزدوی کے حاشیہ میں ہے کہ روایت میں قید جو ہے وہ ماسویٰ کی نفی کرتی ہے اور صفت صلوٰۃ کے باب میں ہے کہ روایات میں تخصیص ماسویٰ کی نفی پر دلالت کرتی ہے یعنی ماسویٰ کے حکم کی نفی پر دلالت کرتی ہے انتہیٰ اور خزانۃ الروایات میں ہے پس گانا وغیرہ کا حرام ہونا کھیل کود سے مقید ہے جو بغیر کھیل کود کے ہو بلکہ دینی غرض کیلئے ہو جیسا کہ شادی اور ولیمہ اور جنگ کی تیاری اور قافلہ کے حصول کے لئے ہو جو اللہ کی پسندیدہ ہے تو مذہب حنفیہ میں حرام نہیں ہے انتہی اور امتناع میں ہے کہ سماع سے رقت قلوب اور خشوع و خضوع اور خدا کے دیدار کے ذوق کی روشنی اور اللہ کی ناخوشنودی اور عذاب کا خوف اور اسی قسم کی طرف لے جانے والی چیز قرب خدا ہے پس جب سماع کا حال ایسا ہے تو پھر اس میں کھیل کود اور خواہش نفسانی کا شائبہ کس طرح ہوگا انتہیٰ ظہیریہ اور خانیہ میں ہے کہ کوئی ہرج نہیں ہے اُن نقاروں میں جو جنگ میں بجائے جاتے ہیں تاکہ لوگ جمع ہوں اور جنگ کیلئے تیار ہو جائیں کیونکہ لہو و لعب کے نقاروں سے نہیں ہے اور خانیہ میں کتاب خطر و اباحت و اناسیو جر میں یہ ہے کہ اگر نقارہ کا بجانا کھیل کود کیلئے ہے تو جائز نہیں ہے کیونکہ وہ گناہ ہے اور اگر جنگ کے لئے ہے تو جائز ہے کیونکہ وہ جماعت کیلئے ہے۔ اے میرے بھائی کبھی کبھی مہدیؑ اور اصحابِ مہدیؑ کے سماع سننے کی دلیل اگر ہم مصدق ہیں تو کافی ہے اور اولیٰ [1] اور احواط [2] ہمارے پاس وہ چیز ہے جس کو صحابہ مہدیؑ نے بغیر تکبر کے کیا ہے اور اس کام میں (سماع میں) مشغول ہونا اور اُس میں غلو کر جانا ہمارے پاس (مہدویوں کے پاس) محمود [3] نہیں ہے اور مسئلہ صوفیہ کا ہے اس میں کئی رسالے ہیں سماع کے بعض شیفتہ لوگ اُس کو واجب ٹھیراتے ہیں اور سماع کے منکرین اُس کو حرام ٹھیراتے ہیں پس جو

---

[1] اولیٰ۔ بہتر [2] احوط۔ زیادہ احتیاط والی [3] محمود۔ تعریف کیا گیا۔

www.khalifatullahmehdi.info

شخص کہ ان کے اقوال کو جاننا چاہے تو چاہیئے کہ اُن رسائل کا مطالعہ کرے۔

قول نہم:۔ دیگر یہ ہے کہ دلائل عقلی اور شواہد نقلی سے بیان فرمائیں کہ حضرت مہدیؑ گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے معصوم ہیں یا نہیں اور کیا جائز ہے کہ آپ سے کوئی گناہ صادر ہو یا ناجائز ہے اہل سنت و جماعت کا اجماع اس بات پر ہے کہ کوئی ولی معصوم نہیں ہے جائز ہے کہ ولی سے گناہ کبیرہ صادر ہو لیکن ولی کبیرہ پر اصرار نہیں کرتا اور نیز اہل سنت و جماعت کا اجماع اسبات پر ہے کہ تمام انبیاءؑ اور اصحاب رسول ﷺ کی عاقبت جو جنگ بدر اور بیعت الرضوان میں حاضر تھے یقیناً بخیر ہے اور دوسروں کی عاقبت مبہم ہے پس شواہد شرعی سے اس نادر بات کو بیان فرمائیں کہ حضرت مہدیؑ اور وہ لوگ جن کے حق میں مہدیؑ نے خیر و عافیت کی بشارت دی ہے کونسی قسم میں داخل ہیں اس میں کیا اعتقاد رکھنا چاہیئے اور دل کو کس دلیل سے سکون دینا چاہیئے۔

جواب قول نہم:۔ پس جان اے دین کے متعلق بحث کرنے والے اور یقین کی تلاش کرنے والے بھائی فقہا اور متکلمین نے مہدیؑ کی عصمت اور عدم عصمت کے باب میں کوئی گفتگو نہیں کی ہے بلکہ وہ اس امر سے ساکت ہیں اس لئے ہم ان لوگوں سے کوئی دلیل عقلی نہیں پاتے ہیں کہ ذکر کرتے لیکن احادیث آثار اور اقوال سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مہدیؑ معصوم ہیں پس منجملہ اُن حدیثوں کے ہے آنحضرتؐ کا قول کہ کیسے ہلاک ہوگی میری اُمت میں اس کے پہلے حصہ میں ہوں اور عیسیٰؑ اس کے آخر حصہ میں ہیں اور مہدیؑ میری اہل بیت سے اُس کے درمیانی حصہ میں ہیں نبیؐ نے مہدیؑ کا ذکر دونبیوں کے درمیان کیا ہے اور مہدیؑ کو پورے مسلمان تباہ ہوجانے کے عذاب سے اپنی اُمت کی نجات کا سبب قرار دیا ہے جیسا کہ اپنی ذات کو اور عیسیٰؑ کو اُمت کی نجات کا سبب قرار دیا ہے پس ان تینوں کے وجود کے ذریعہ سے اُمت کی ہلاکت کی نفی کی ہے۔ پس اگر مہدیؑ معصوم نہ ہوتے تو افراد اُمت میں سے ایک فرد ہوتے پس اُمت کی نجات کا سبب کس طرح ہوتے ایسی صورت میں مہدیؑ کو اپنے غیر پر کوئی فضیلت نہوتی اور اکثر دلیلیں جو مہدیؑ کی عصمت پر دلالت کرنے والی ہیں اخلاق کے ذریعہ سے مہدیت کے ثبوت میں اس سے پہلے ذکر کی گئی ہیں اور بعض حدیثیں صحابۂ رسول ﷺ پر مہدیؑ کے افضل ہونے کے متعلق عنقریب آئیں گے ہم یہاں تفصیل سے بیان کرنا نہیں چاہتے پس مہدیؑ سے کوئی گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ صادر نہوگا جیسا کہ انبیاءؑ سے صادر نہیں ہوتا ہم نے ارباب بصیرت بزرگوں اور اصحابِ مہدیؑ کو اسی اعتقاد پر پایا ہے اور اصحابِ مہدیؑ اور ارباب بصیرت حضرات پیروی کئے جانے کے زیادہ مستحق ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ہدایت کی پیروی کرو۔ ہدایت کو پیروی کا سبب قرار دیا ہے۔ اور اللہ کے لئے نیکی ہے کہنے والے کی کہ کیا اچھا کہا ہے۔ جب کوئی حادثہ واقع ہو اور مجتہدین کی طرف سے ہم کوئی تصریح نہ پاویں اور اس مسئلہ کو حل کرنے کی ضرورت واقع ہو تو ہم افضل زمانہ کی رائے کو لیں گے اے میرے بھائی یہ لوگ مہدیؑ کی قوم ہیں جو اپنے زمانہ کے لوگوں میں افضل ہیں پس ہم پر واجب ہے کہ

ہم اُن کی رائے کولیں۔اب رہی عاقبت محمودہ کی خوشخبری تو وہ اظہر من الشمس ہے اور تعجب پر تعجب اُس عالم پر ہے جس پر یہ امر پوشیدہ رہے کیونکہ مہدیؑ کا لفظ مہدیؑ ھدیٰ یھدی کا اسم مفعول ہے جب خدا کے حکم اور رسول ﷺ کی زبان سے مہدی کی ہدایت ثابت ہو چکی تو کسی عالم پر یہ بات کس طرح مشتبہ ہوگی کہ مہدیؑ کی ہدایت اُس سے کھینچ لی جائے گی یا مرنے تک مہدیؑ اُس ہدایت پر ثابت رہے گا۔اور اسی طرح جو حدیثیں مہدیؑ کے حق میں وارد ہوئی ہیں مہدیؑ کی عاقبت محمودہ کی بشارت دینے والی ہیں۔پس منجملہ اُن حدیثوں کے ہے آنحضرتؐ کا قول کہ جس وقت تم دیکھو کالی جھنڈیوں کو کہ وہ آئی ہیں خراسان کی جانب سے تو آؤ تم اُن جھنڈیوں کے پاس اگر چہ کہ برف پر رینگتے ہوئے جانا پڑے کیونکہ اُن جھنڈیوں میں اللہ کا خلیفہ مہدیؑ ہے۔پس کس طرح محفوظ العاقبت نہو گا وہ جو نبی علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے خلافت الٰہی کا مبشر ہوا اور منجملہ اُن حدیثوں کے ہے آنحضرتؐ کا قول کہ ختم کرے گا اللہ اس پر (مہدیؑ پر) دین کو جیسا کہ شروع کیا ہے دین کو ہم سے۔پس کس طرح اُس شخص کی عاقبت مبہم ہوگی جو دین کا خاتم ہے۔اور منجملہ اُن حدیثوں کے وہ حدیث ہے جس کو سند سے بیان کیا ہے ابن ماجہ اور ابونعیم نے روایت سے انسؓ کی کہا میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے فرماتے تھے کہ ہم عبدالمطلب کے سات فرزند ہیں جو اہلِ جنت کے سادات ہیں میں ہوں اور حمزہ اور علی اور جعفر اور حسن اور حسین اور مہدی ہیں پس اُس شخص کی عاقبت کس طرح مبہم ہوگی جو سادات اہل جنت سے ہے۔اور منجملہ ان حدیثوں کے ہے آنحضرتؐ کا قول کہ۔قایم کرے گا دین کو (مہدیؑ) آخر زمانہ میں جیسا کہ میں نے قایم کیا ہے دین کو پہلے زمانہ میں۔پس کس طرح مبہم ہوگی عاقبت اُس شخص کی جس کی سختی دین میں نبی علیہ السلام کی سختی کے مانند ہے اور منجملہ اُن حدیثوں کے ہے آنحضرتؐ کا قول کہ۔دین شروع ہوا غریب ہو کر اور قریب میں ہو جائے گا غریب جیسا کہ شروع ہوا تھا پس خوشخبری ہے غریبوں کیلئے یعنی دین عود کرے گا مہدیؑ کے نکلنے کے وقت خیر وصلح میں جس خیر وصلح پر زمانہ اول میں تھا جیسا کہ احادیث اس بارے میں گویا ہیں اسی طرح شارحین حدیث نے بھی بیان کیا ہے پس کس طرح ہوگا شک اُس شخص کی عاقبت میں جس کے زمانہ کی برکت سے دین ایسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ نبی علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اور منجملہ اُن حدیثوں کے ہے آنحضرتؐ کا قول کہ فتح کرے گا مہدیؑ گمراہی کے قلعوں کو اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو۔پس کس طرح طاری ہوگا وہم ضلالت کا اس شخص کے حق میں جو ضلالت کے قلعوں کو فتح کرے گا اور منجملہ حدیثوں کے ہے آنحضرتؐ کا قول کہ۔نکلے گا مہدیؑ اور اُس کے سر پر فرشتہ منادی کرتا ہوگا یہ مہدیؑ ہے تم اس کی پیروی کرو اس کو ابونعیم خطیب نے ابن علینیہ کی روایت سے تلخیص متشابہ میں سند سے بیان کیا ہے۔کس طرح یقین نہ کیا جائے گا اُس شخص کی عاقبت بخیر ہونے کا جس کے پیچھے پیچھے فرشتہ چلتا ہو۔اور منجملہ اُن حدیثوں کے ہے آنحضرتؐ کا قول کہ۔کیسے ہلاک ہوگی میری اُمت میں اُس کے پہلے حصہ میں ہوں اور عیسیٰؑ اس کے آخری حصہ میں ہے اور مہدیؑ میری اہل

بیت سے اُس کے درمیانی حصہ میں ہے پس کس طرح نہو گا یقین اُس شخص کی نجات کا جونجات کا سبب ہے۔اور منجملہ اُن کے ہے آنحضرتؐ کا قول کہ۔پس کس طرح ہوں گے تم جبکہ اترے گا ابن مریم تم میں اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا اور ایک روایت میں **فامکم منکم** ہے۔ابن ثریب نے کہا پس تمہارا امام ہوگا وہ تمہارے رب کی کتاب سے اور تمہارے نبیؐ کی سنت سے پس کس طرح مشکوک ہوگی نجات اُس کی جس کی امامت پر نبیؐ نے نص فرمایا ہے اور یہ امر غیر منحصر ہے عقلمند پر پوشیدہ نہیں ہے اور اللہ ہی ہدایت کرنے والا ہے۔اور لیکن بشارتوں کے انحصار کا سوال درست نہیں ہے کیونکہ بشارت حاضرینِ بدر اور حاضرین بیعتِ رضوان پر منحصر نہیں ہے کیونکہ حسن حسین فاطمہ عایشہ اور خدیجہؓ سب مبشر ہیں اور اسی طرح نبی علیہ السلام کی اُمت کے ستّر ہزار آدمی بھی مبشر ہیں جو نہ داغ لیتے ہیں اور نہ بدشکونی لیتے ہیں اور نہ چوری کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسی طرح وہ لوگ ہیں جن کے حق میں نبیؐ نے فرمایا جس کی روایت ابوہریرہؓ نے نبیؐ سے کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا میں محبت رکھتا ہوں اس بات سے کہ ہم نے دیکھا ہمارے بھائیوں کو صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں تو فرمایا تم میرے اصحاب ہو اور ہمارے بھائی وہ لوگ ہیں جو ہمارے بعد آئیں گے۔پس صحابہؓ نے کہا ہم کیسے پہچانیں یا رسول اللہ ﷺ اُن لوگوں کو جو آئیں گے بعد آپؐ کی اُمت سے پس فرمایا کیا تم نے دیکھا ایک آدمی کو کہ اُس کے لئے گھوڑے ہیں جن کی پیشانی سفید اور چاروں پاؤں بھی سفید ہیں اُن گھوڑوں کے سامنے کالے گھوڑے اُن کے ساتھ ہیں تو کیا ایسے شخص کے گھوڑے نہیں پہچانے جائیں گے تو صحابہؓ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا پس بیشک وہ آئیں گے روشن پیشانی اور اُن کے ہاتھ پاؤں وضو سے روشن رہیں گے اور میں اُن کو حوض پر سیراب کروں گا۔یہ حدیث باب طہارت فصل ثانی میں مشکوٰۃ میں مذکور ہے اور اسی طرح وہ لوگ جو **لِلّٰہ فِی اللّٰہ** آپس میں محبت رکھنے والے ہیں نبی علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے بشارت دیئے گئے ہیں جیسا کہ ابن خطابؓ سے مروی ہے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ کے بندوں میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو نہ انبیاءؑ ہیں اور نہ شہداء لیکن قیامت کے دن اُن کا مرتبہ منجانب اللہ ایسا ہوگا کہ پیغمبراں اور شہیداں ان پر رشک کریں گے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں اُن لوگوں کے متعلق خبر دیجئے تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن میں نہ باہم قرابتداری ہوگی اور نہ ان میں باہم مال کا لین دین ہوگا صرف خدا کی خوشنودی کیلئے آپس میں محبت رکھیں گے خدا کی قسم اُن کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور کے ممبروں پر بیٹھے ہوں گے جب لوگ ڈرتے ہوں گے تو اُن کو ڈر نہ ہوگا اور جب لوگ غمگین ہوں گے تو اُن کو غم نہ ہوگا اور آپ نے یہ آیت پڑھی۔سنو بیشک اللہ کے اولیاء نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔اس حدیث کو ابوداؤد نے سند سے بیان کیا ہے اور یہ حدیث متفق علیہ ہے کسی کو خلاف نہیں ہے۔ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کہے گا آپس میں (اللہ کے واسطے) محبت

رکھنے والے کہاں ہیں میرے جلال کی قسم ہے کہ میں آج اُن پر سایہ ڈالوں گا ایک ایسے دن کا سایہ کہ میرے سایہ کے سوائے کوئی سایہ نہیں۔اس حدیث کو مسلم نے سند سے بیان کیا ہے۔معاذ ابن جبل سے مروی ہے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپس میں لِلّٰہ محبت رکھنے والے میرے جلال کی قسم ہے ان کے ممبر نور کے ہیں جن پر انبیاءؑ اور شہدا رشک کریں گے اِس حدیث کو ترمذی نے سند سے بیان کیا ہے۔اور بغوی نے روایت کی ہے جس کی اسناد ابو مالک اشعری سے ہے کہا کہ میں نبیؐ کے پاس تھا فرمایا کہ بیشک اللہ کے ایسے بندے ہیں جو نہ پیغمبر ہیں اور نہ شہید ہیں اللہ کے پاس اُن کے مرتبے اور قرب کو دیکھ کر قیامت کے دن پیغمبران اور شہیداں اُن پر رشک کریں گے۔راوی نے کہا کہ قوم کے کنارے ایک اعرابی بیٹھے ہوے تھے پس وہ اپنے دونوں گھٹنوں پر کھڑے ہوگئے اور اپنے دونوں زانوں پر اپنے دونوں ہاتھ مارے پھر کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں اُن لوگوں کی خبر دیجئے راوی نے کہا میں نے اُس وقت رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ایک بشاشت دیکھی پس فرمایا وہ اللہ کے بندوں میں سے بندے ہیں جو مختلف شہروں اور مختلف قبیلوں کے ہوں گے اُن میں آپس میں نہ کوئی قرابتداری ہوگی جس کی وجہ سے وہ صلہ رحمی کرتے ہوں گے اور نہ دینار ہوں گے کہ آپس میں ایک دوسرے کو تبادلہ کرتے ہوں گے صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو منور کردے گا اور اللہ کے سامنے اُن کے ممبر موتی سے بنائے جائیں گے لوگ گھبرائے ہوے رہیں گے اور وہ لوگ نہیں گھبرائیں گے اور لوگ ڈرتے ہوے رہیں گے اور وہ نہیں ڈریں گے اور نبیؐ سے روایت کی جاتی ہے آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک میرے اولیاء میرے بندوں میں سے وہ لوگ ہیں جو میرا ذکر کرتے ہیں اور میں ان کا ذکر کرتا ہوں۔اسی طرح بغوی نے اپنی اسناد کے بغیر ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ کے بعض بندے ہیں جن پر انبیاءؑ اور شہداء رشک کریں گے۔عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں تا کہ ہم اُن سے محبت رکھیں تو فرمایا یہ وہ قوم ہے جو لِلّٰہ فِی اللّٰہ آپس میں محبت رکھیں گے نہ ان کا آپس میں مالی تعلق ہوگا اور نہ نسبی نور کے ممبروں پر نور بنے ہوے رہیں گے جس وقت لوگ ڈرتے ہوے رہیں گے وہ نہیں ڈریں گے اور جس وقت لوگ غمگین ہوں گے اُن کو کوئی غم نہ ہوگا پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی الا ان اولیاء اللّٰہ الخ کے تحت تفسیر کشاف میں بھی بعض حدیثیں مذکور ہیں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ اوصاف ہم نے مہدی علیہ السلام کی قوم میں پائے۔اسی طرح نبی علیہ السلام نے بشارت دی ہے قوم کی جو فتنہ دجال سے محفوظ ہے جن کا ذکر اُس حدیث میں کیا گیا ہے جو نواس بن سمعان سے دجال کی کیفیت میں مذکور ہے وہ حدیث یہ ہے کہ۔پھر عیسیٰؑ ابن مریمؑ کے پاس ایک قوم آئے گی جن کو اللہ فتنۂ دجال سے محفوظ رکھے گا اور عیسیٰؑ ان کے چہروں پر مسح فرمائیں گے اور اُن سے اُن کے درجات کے متعلق بیان فرمائیں گے انتہیٰ اے میرے بھائی یہ قوم وہ قوم ہے جن کے متعلق

نبی علیہ السلام نے فرمایا مسیح میری اُمت میں سے ایسی قوم کو پائیں گے جو تمہارے ہی مانند ہوگی یا تم سے بہتر ہوگی۔اسی طرح تذکرۂ قرطبی میں مذکور ہے اور اسی طرح سند سے بیان کیا ہے اس کو ابن مرجان نے کتاب الارشاد میں پس پہلے لوگ اس قوم کے بشارت دئے ہوے ہوں گے زبانِ مہدیؑ سے اور اُسی قوم کے آخری لوگ زبانِ عیسیٰؑ سے بشارت دئے ہوے ہوں گے اور یہ دونوں (مہدیؑ اور عیسیٰؑ) مبشر ہیں زبانِ نبیؐ سے کیونکہ مہدیؑ نہیں بشارت دیئے مگر ان ہی اشخاص کو جو موصوف ہیں اِن صفات سے کہ وہ نہ داغ لیں گے اور نہ بدشگونی لیں گے اور نہ چوری کریں گے اور اپنے رب پر بھروسہ کریں گے پس حاصل ہو گیا یقین اس بشارت سے جو موافق ہے نبی علیہ السلام کی بشارت سے اور نہیں معیّن فرمایا مہدیؑ نے مگر ایک قوم کو جو فرمایا اللہ نے اُن کے حق میں کہ قریب میں لائے گا اللہ ایک قوم کو الخ چنانچہ مہدیؑ نے اس قوم سے اپنی قوم مراد لی اور معالم التنزیل میں مذکور ہے اس آیت کے تحت روایت سے حسن کی کہ جان لیا اللہ نے کہ ایک قوم اپنے نبیؐ کے موت کے بعد پلٹ کر آئے گی پس خبر دیا نبیؐ نے کہ لائے گا اللہ ایک قوم کو کہ محبت رکھے گا اللہ اُس قوم سے اور محبت رکھے گی وہ قوم اللہ سے۔اور اسی تفسیر مین ابن عباس کی روایت سے نبیؐ سے مروی ہے۔اللہ تعالیٰ کا قول۔ بہت سے پہلوں میں سے اور تھوڑے پچھلوں میں سے اور بہت سے پہلوں میں سے اور بہت سے پچھلوں میں سے نبیؐ نے فرمایا کہ یہ دونوں طبقے میری اُمت ہی سے ہیں یہی مذہب ابوالعالیہ مجاہد عطا ابن ابی رباح اور ضحاک کا ہے۔ان بزرگوں نے کہا کہ ثلة من الاولین سے مراد اِس امت کے پہلے لوگ ہیں اور قلیل من الأخرین سے مراد اِس اُمت کے وہ لوگ ہیں جو آخری زمانہ میں ہوں گے پس غور کرائے منصف اور گہری نظر ڈال جبکہ سابقین میں سے تھوڑے اور اصحاب آخرین میں سے بہت آخری زمانہ میں انتظار کئے ہوے ہیں تو پھر کونسا زمانہ مہدی اور عیسیٰ علیہم السلام کے زمانہ سے افضل ہے پس جو قوم اللہ کی کتاب سے آخری زمانہ میں مبشر ہے پس وہی قوم مہدی وعیسیٰ علیہما السلام کی زبان سے بھی مبشر ہوگی اور حضرت مہدیؑ سے مروی ہے۔کہ وہ قوم قلیل اور وہ بہت سی قوم جو تینوں آیتوں میں مذکور ہے وہ آپ ہی کی قوم ہے اور یہ امر دلیل عقل ونقل سے بعید نہیں ہے پس اچھی طرح سمجھو کیونکہ یہ بات ظاہر ہے۔

قول دہم:۔اور نیز ان مسائل میں چاہیئے کہ دلائل نقلیہ سے جواب فرمائیں نہ کہ مقولات خاصۂ مہدیؑ سے کیونکہ نفسِ مہدیؑ کا ثبوت مع جمیع متعلقات کے شواہد شرعیہ اور براہین نقلیہ سے ہوا ہے نہ کہ مقولاتِ خاصۂ مہدیؑ سے کیونکہ کسی شئے کا اثبات اسی شئے کے ذریعہ سے قانون نقلی وعقلی سے خارج ہے پس ہر مسئلہ ان مسائل میں سے قرآن حدیث اور اجماعِ سلف کی بزرگ دلیلوں سے بیان فرمائیں اور مسائل کی تشفی فرمائیں۔

جواب قول دہم:۔ جان اے بھائی کہ طلب کرنا دلیلوں کا قرآن اور اجماع سلف سے مذکورہ سوالات پر انصاف کی

بات نہیں ہے کیونکہ اِس بات میں کوئی دلیل نہیں ہے پس کس طرح طلب کرے گا منصف ایک ایسی چیز کو جو ممکن نہواب رہے دلائل احادیث وروایات سے تو اُن کا بیان کرنا ممکن ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اب رہا یہ کہنا کہ ایسے منقولات کو دلیل میں پیش کرو جن کا تعلق منقولاتِ مہدیؑ سے نہ ہوتو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے اور شائد یہ ایک فــــلتة [1] واقع ہوا ہے کیونکہ جب کسی شخص کا مہدیؑ ہونا ثابت ہو جائے تو اس کا قول مقبول کیوں نہ ہوگا اور اُس کے قول سے حجت کیوں نہ طلب کی جائے گی بلکہ دلائل قاطعہ وہی ہوں گے جو منقولاتِ مہدیؑ سے ثابت ہوں اقوال مجتہدین اُن کے موافق ہوں یا نہوں کیونکہ نبیؐ نے مہدیؑ کے حق میں فرمایا ہے کہ مہدیؑ میرے نقشِ قدم پر ہوگا اور خطا نہیں کرے گا۔ اور مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور صواب بھی کیونکہ مہدیت اجتہاد کے اوپر کا مرتبہ ہے اور اسی پر ہم نے تمام اصحابِ مہدیؑ کو پایا۔ اسی کی تائید کرتی ہے وہ بات جو عقائد السنّت میں ہمارے نبی علیہ السلام کی نبوت کے ثبوت اور انبیاءؑ کی نبوت کے ثبوت میں مذکور ہے کیونکہ جو بات صادق کے اقوال سے ثابت ہوتی ہے وہ سچی ہوتی ہے اور وہ جو کہا ہے کہ کیونکہ نفس مہدیؑ کا ثبوت مع متعلقات کے شواہد شرعیہ اور براہین نقلیہ سے ہوا ہے نہ کہ خاص اقوال مہدیؑ سے کیونکہ اثبات الشی بہ نفسہ قانون عقلی اور نقلی سے خارج ہے۔ پس جان اے منصف کہ یہ عبارت سائل کو چکر میں ڈالنے والی ہے کیونکہ ہمارے سردار کیلئے کئی دفعہ مہدیؑ کا نام ثابت ہو چکا ہے جو آپ کی تصدیق پر دلالت کرتا ہے چنانچہ وہ ایک امر ہے جو دلائل سمعی (احادیث) سے ثابت ہو چکا ہے۔ پس مہدیؑ کی تصدیق دو حال سے خالی نہیں یا یہ کہ براہین شرعیہ اور ان کے مہدیؑ کی ذات میں ثابت ہونے کے بعد ہوگی یا نہ ہوگی پہلی صورت میں معترض کا قول جو سوال اول میں کہا ہے کہ۔ ''جس وقت کہ مانع تصدیق عبارت احادیث صحیحہ ہوں'' درست نہیں رہتا ہے کیونکہ براہین کا پایا جانا اُس قول کے مخالف ہوتا ہے۔ اور دوسری صورت میں یعنی بغیر براہین شرعیہ اور ذاتِ مہدیؑ میں اُن کے وجدان کے بغیر تصدیق ہوئی ہے تو پھر معترض پر اعتراض وارد کیا جائے گا اور الزام دیا جائے گا اور معترض اُس بلا میں پھنسے گا جس سے بھاگ تھا کیونکہ تصدیق براہین شرعیہ کے وجدان کے بغیر محض قولِ مہدیؑ سے ہوگی تو پھر معترض کا یہ کہنا کہ۔ ''اثبات الشی بنفسہ قانون نقلی وعقلی سے خارج ہے'' کس طرح درست ہوگا۔

قول یازدہم:۔ پھر ضمیر منیر خوشید نظیر پر ظاہر ہوے کہ شرعی دلیلوں میں سے کیا تحقیق کئے ہیں اس بات میں کہ حضرت مہدیؑ خلفاء راشدین سے افضل ہیں یا مرتبے میں برابر ہیں اُن سے کم ہیں۔

جواب قول یازدہم:۔ پس جان اے بھائی کہ صحابہؓ پر مہدیؑ کی فضیلت کی دلیلیں مذکورہ جوابوں کے ضمن میں سوالوں کے تحت آچکی ہیں اور اب ہم چند کا ذکر تصریحاً کرتے ہیں۔ منجملہ ان کے وہ حدیث ہے کہ محمد بن سیرین سے پوچھا گیا کہ

---

[1] فلتة۔یقال کان الامر فلتة ای بلاتدبر وتفکر (ازسرح) یعنی جوات بغیر غور فکر کے کہہ دیا جائے۔

مہدیؑ بہتر ہے یا ابوبکرؓ وعمرؓ تو کہا مہدیؑ بہتر ہے ان دونوں سے۔اور نیز کہا کہ بعض پیغمبروں پر بھی مہدیؑ کو فضیلت ہوگی اور مہدیؑ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہوگا۔سند سے بیان کیا ہے اِس کو حافظ ابوعبداللہ نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں۔اور منجملہ اُن حدیثوں کے وہ حدیث ہے جس کو سند سے بیان کیا ہے نعیم نے حذیفہ کی روایت سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ باقی رہے دنیا سے مگر ایک دن بھیجے گا اللہ اُس میں ایک مرد کو میری اہل بیت سے جس کا نام میرا نام ہوگا اور جس کے اخلاق میرے اخلاق ہوں گے اور منجملہ ان حدیثوں کے وہ حدیث ہے جس کو سند سے بیان کیا ابوداوٗد اور نعیم بن حماد نے کتاب الفتن میں علیؓ سے روایت کی کہ انہوں دیکھا اپنے بیٹے حسینؓ کو پس کہا بیشک یہ میرا بیٹا سردار ہے جیسا کہ نام رکھا ہے اس کا نبی علیہ السلام نے اور نکالے گا اللہ اس کے صلب سے ایک مرد کو جس کا نام تمہارے نبیؐ کا نام ہوگا اخلاق میں نبیؐ کا مشابہ ہوگا اور پیدائش میں بھی نبیؐ کے مشابہ ہوگا اور یہ دونوں حدیثیں مہدیؑ کی فضیلت کو بیان کرتی ہیں کیونکہ جب مہدیؑ کے اخلاق ہمارے نبیؐ کے اخلاق کے جیسے ہیں تو مہدیؑ تمام مخلوق سے افضل ہوگا کیونکہ مہدیؑ مکارم اخلاق کی وجہ سے نبیؐ کا ہمنام ہے۔حضرۃ عایشہؓ نے فرمایا کہ نبیؐ کے اخلاق قرآن تھے۔اور دونوں حدیثوں سے سمجھا جاتا ہے کہ مہدیؑ ہمارے نبیؐ کے تمام اخلاق سے متصف تھے کیونکہ اگر بعض اخلاق سے متصف ہوں اور بعض سے متصف نہوں تو مہدیؑ کی تخصیص کا کوئی فائدہ حاصل نہوگا کیوں کہ اس بات میں (بعض اوصاف سے متصف ہونے میں) تمام اولیاء مشترک ہیں۔

اور ابن سیرین نے سچ کہا ہے کہ مہدیؑ بعض پیغمبروں پر افضل ہوں گے اور ہمارے نبیؐ کے برابر ہوں گے کیونکہ مہدیؑ نبیؐ کے خلیفہ ہیں اور منجملہ اُن کے وہ حدیث ہے جو ذکر کی گئی ہے عوف بن محمد سے کہا ہم باتیں کرتے تھے کہ اس اُمت میں آخری زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا جس پر ابوبکرؓ اور عمرؓ کو بھی فضیلت نہ ہوگی سند سے بیان کیا ہے اس کو ابوعمر نے اپنی سنن میں اسی طرح عقدالدرر میں بھی ہے۔اور منجملہ اُن کے آنحضرتؐ کا قول ہے کہ۔مہدیؑ میرے نقشِ قدم پر چلے گا اور خطا نہیں کرے گا اور یہ ایسا مرتبہ ہے کہ جس میں کوئی صحابیؓ شریک نہیں ہے کیونکہ ابوبکرؓ نے باوجود انتہاء فضیلت اور انتہاء بزرگی کے کلالہ کے حکم میں فرمایا کہ کلالہ [1] کے متعلق اپنی رائے سے کہہ رہا ہوں اگر یہ درست ہے تو اللہ اور رسول علیہ السلام کی طرف سے ہے اور اگر غلط ہے تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے اللہ اور اس کا رسولؐ خطا سے بری ہیں کیونکہ نبیؐ نے ابوبکرؓ سے فرمایا جبکہ ایک مرد کے خواب کی تعبیر دی اور وہ یہ کہ میں دیکھ رہا ہوں ایک رسّی کو جو آسمان تک پہنچی ہوئی ہے جس میں سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے پس چڑھ گیا میں اُس پر اے رسول اللہ ﷺ پھر چڑھ گیا اُس پر ایک مرد الخ جب ابوبکر صدیقؓ نے اس خواب کی تعبیر کہی تو کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ٹھیک تعبیر کی یا غلطی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے بعض حصہ کی

[1] وہ شخص جو مر جائے اور باپ اور بیٹے کو چھوڑ نہ جائے (از لغات کشوری)۔

ٹھیک تعبیر کی اور بعض حصہ کی غلط تعبیر کی تو ابوبکرؓ نے کہا بالذی اخطاء ت ۔قسم ہے اس کی جو میں نے غلطی کی اور قسم کھائی اُس پر آنخضرتؐ نے فرمایا قسم مت کھاو۔ پھر جاننا چاہیئے کہ مہدیؑ پر ابوبکرؓ کی فضیلت کی کوئی دلیل نہیں ہے بجز چند عام روایات کے جو اُمت پر ابوبکرؓ کی فضیلت میں وارد ہیں جیسے آنخضرتؐ کا قول کہ خدا کی قسم نہیں طلوع ہوا آفتاب اور نہ غروب ہوا کسی پر پیغمبروں کے بعد جو افضل ہوا ابوبکر سے اور مانند قول آنخضرتؐ کے۔اگر تولیں ایمان کو ابوبکرؓ کے میری اُمت کے ساتھ تو البتہ جھک جائے گا ایمان ابوبکر کا۔اور مہدیؑ اِن عمومات سے اُن خصوصیات کی وجہ سے جو آپ کے حق میں وارد ہیں خارج ہے مانند قول آنخضرتؐ کے کیسے ہلاک ہوگی وہ اُمت جس کے پہلے حصہ میں میں ہوں اور عیسیٰؑ اس کے آخر حصہ میں ہے اور مہدیؑ میری اہل بیت سے اُسکے درمیانی حصہ میں ہے۔ نبیؐ نے مہدیؑ کو نجات اُمت کا سبب قرار دیا ہے اس لئے تمام اُمت پر مہدیؑ کو فضیلت ہوگی اور ابوبکرؓ اور اُن کے ماسوائے اُمت ناجیہ میں داخل ہیں اور یہ ابن سیرین نے اپنی فضیلت اور تقویٰ اور علم احادیث وعلم تفسیر وعلم تعبیر رویا میں ممتاز اور اصحاب نبیؐ کی صحبت سے مشرف ہونے کے باوجود مہدیؑ کو ابوبکرؓ پر فضیلت دی ہے یہی ایک گواہ تیرے لئے کافی ہے اور اسی طرح باقی حدیثیں ہیں جن میں مہدیؑ کی خلافت پر نص ہے جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے عقاید سنیہ میں اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر کسی حدیث میں نص نہیں ہے کیونکہ اگر نص ہوتی تو انصار سے ابوبکرؓ ضرور اس کا ذکر فرماتے ان کے اختلاف کے وقت جبکہ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم میں سے ایک امیر ہوگا اور تم میں سے ایک امیر اور فرماتے کہ دو تلواریں ایک نیام میں نہیں سما سکتے اور منجملہ اُن حدیثوں کے یہ ہے کہ مہدیؑ اللہ کی طرف مخلوق کو بلانے کے لئے مبعوث ہے اور اُن کے درمیان اظہار دعوت کیلئے نبیؐ کے مانند مامور ہے اور منجملہ اُن کے وہ نقل شریف ہے جو مہدیؑ سے مروی ہے کہ فرمایا میرا شیطان مسلمان ہو چکا ہے جیسا کہ نبیؐ سے بھی مروی ہے یہ فضیلت غیر کو حاصل نہیں ہے۔قائل صادق مہاجر مہدیؑ الھد ابن حمیدؓ نے اپنے ترجیع بند میں فرمایا ہے کہ

ترجمہ شعر

ہر ایک کا ہمزاد کافر رہا
محمد و مہدی علیہما السلام کا ہمزاد مسلمان ہوا

اور منجملہ اُن دلیلوں کے ہے جو دعویٰ کیا مہدیؑ نے اپنے نفس کے حق میں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اِس سے پہلے کہ اللہ نے آخرین میں سے مقربین کو قرار دیا ہے اور دوسرے بہت سے لوگ اصحاب یمین سے ہیں اور ان میں سے پچھلے لوگ۔ سب آیتوں میں مراد قوم مہدیؑ سے ہے اور اِسی طرح اورثنا الکتاب الخ (ہم نے وارث بنایا کتاب کا اُن لوگوں کو جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا ہے) میں قومِ مہدیؑ مراد ہے پس کیا اشکال باقی رہے گا تمام صحابہؓ پر مہدیؑ کی فضیلت

میں اور مہدیؑ صادق ہے اپنے دعویٰ میں جیسا کہ ہم نے کئی دفعہ ذکر کیا ہے۔ کشف الحقایق میں ذکر کیا گیا ہے بیان میں استخراج انوار وارواح کے نورِ محمدیؐ سے اور وہ قول اُس کا ہے پس قایم ہوئی نورِ محمدیؐ سے مہدیؑ کی روح جیسا کہ قایم ہوتا ہے بچہ ماں سے پس جب دیئے گئے نبیؐ اپنی نبوت کو تو دے گئے مہدیؑ اپنی ولایت کو پس مہدیؑ کی ذات نبیؐ کی ذات کے مانند ہے اور مہدیؑ کا علم نبیؐ کے علم کے مانند ہے اور مہدیؑ کا صبر نبیؐ کے صبر کے مانند ہے اور مہدیؑ کا توکل نبیؐ کے توکل کے مانند ہے اور اکثر حال میں مہدیؑ نبیؐ کے برابر ہے۔

قول دوازدہم:۔ اور نیز قرآن واحادیث صحیحہ سے بیان فرمائیں کہ مہدیؑ خاتمِ ولایت ہے یا نہیں اقوال صوفیہ سے بھی بیان کریں۔

جواب قول دوازدہم:۔ پس جان اے بھائی خاتمِ ولایت کے لفظ کے بیان کو قرآن اور حدیث صحیحہ سے طلب کرنا درست نہیں ہے کیونکہ عالم پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ مہدیؑ پر اس لفظ کا اطلاق صوفیہ کی اصطلاح سے ہے اس پر کوئی حدیث ضعیف بھی نہیں ہے چہ جائیکہ حدیث صحیح اور کتاب اللہ سے کوئی دلیل واقوال صوفیہ کے سوائے اس پر کوئی دلیل نہیں ہے احادیث میں مہدیؑ کی شان میں جو الفاظ آئے ہیں وہ امام، خلیفہ، اور خاتم دین کے ہیں جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے ذکر کیا ہے اور وہ آنحضرتؐ کا قول ہے کہ ختم کرے گا اللہ اُس سے (مہدیؑ سے) دین کو جیسا کہ شروع کیا ہے ہم سے۔ دین اور ولایت کے درمیان ایک مناسبت ہے شاید کہ اقتباس کرنے والا لفظ خاتم ولایت کو انہیں حدیثوں سے لیا ہے اور جو شخص کہ ختم ولایت محمدیہؐ کے معنی کی تحقیق کا ارادہ کرے تو اُس کو چاہیئے کہ ابن عربیؒ کی کتاب میں مانند فصوص اور اُس کی شرح کے اور اصطلاحات شیخ عبدالرزاق کاشیؒ کا مطالعہ کرے ورنہ اُس کا ذکر طویل ہو جائے گا۔ تمام تعریف اللہ کیلئے ہے جو اُس کی نعمت سے نیکیوں کی تکمیل ہوتی ہے اور درود نازل کرے اللہ اپنے خیر مخلوق محمدؐ پر اول میں اور آخر میں۔

المرقوم ۲/ربیع الاوّل ۱۳۷۱ھ ہجری

راقم الحروف

خاک پائے گروہ حضرت سید محمد جونپوری امام مہدیِ موعود خلیفۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

احقر دلاور عرف گورے میاں مہدوی

ساکن حیدرآباد دکن۔ سدّی عنبر بازار۔ محلّہ پٹھان واڑی